

# سوانح غوث اعظم

مصنف

مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج الحافظ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

قدس سرہ



[www.FaizAhmedOwaisi.com](http://www.FaizAhmedOwaisi.com)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)

# سوانح غوث اعظم

مصنف

مفسر اعظم پاکستان، فیض ملت، آفتاب اہل سنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحاج الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ







بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

### پیش لفظ

کتاب اقطاب اربعہ میں سے قطب اول یعنی قطب الاقطاب، غوث الافوٹ میر میراں، پیر پیراں، سیدنا غوث اعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمہ کی سوانح کا یہ مختصر سا خاکہ ہے، باقی تین اقطاب (۱) سیدنا شیخ سید احمد رفاہی (۲) سیدنا شیخ احمد بدوی (۳) سیدنا شیخ دسوتی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اذکار جلیلہ آمجدہ اشاعت میں ہو گئے انشاء اللہ۔

مسیحی کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور، پاکستان

۲ جمادی الآخر ۱۴۳۱ھ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ

## تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي افتح لاوليائه طرق الهدى واجرى على ايديهم الخيرات ونجاهم من الردى ، فمن اقتدى بهم اتصروا واهتدوا ومن عرج عن طريقهم انتكس وتردى واهلى واسلم على سيدنا محمد المنقذ من الضلالة والردى وعلى آله واصحابه اعلام الهدى

اما بعد! بفضلہ تعالیٰ وکرم اس سال ۱۴۳۱ھ میں ربیع الاول وجمادی الاولیٰ میں سفر مبارک حرمین اور شام و عراق کے محاربات کی زیارت اور ولایت عمرہ نصیب ہوئی۔ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب صمدانی رحمہ اللہ کے دربار دژہار میں حاضری کا شرف نصیب ہوا تو مشرقی جانب کے دروازہ مبارک میں کتب فروش سے کتاب ”مناقب اقطاب اربعہ“ (عربی) خریدی۔ اور اس کا ہدیہ امیر قافلہ حضرت الحاج محمد اولیس قرنی صاحب زیدہ مجدد نے ادا کر کے فرمایا کہ اس کا اردو ترجمہ ہو جائے تو اس کی اشاعت میرے ذمہ ہوگی۔ فقیر نے اسی وقت اس کے ترجمہ مع اضافات کا آغاز کر دیا کچھ حصے سفر میں ترجمہ کیا بقیہ پورا واپس آ کر مکمل کیا۔

الحمد لله على ذلك وصلى الله عليه وآله واصحابه وبارك وسلم

## مقدمہ از مصنف کتاب

اُمم اسلامیہ کے خوش بخت لوگ ہمیشہ اپنے اسلاف کے تذکرے و سوانح بیان کرتے رہے ہیں ان سے ان کی اصلی غرض و غایت عظمت و جہرت کا حصول ہوتا ہے اور تاریخ اسلام ایسی سوانح و تراجم اور تذکروں سے بھری پڑی ہے بالخصوص وہ مشاہیر جو تقویٰ و طہارت اور خدا خوفی سے آراستہ و پیراستہ زندگی بسر فرما گئے ان محبوبانِ خدا کے سر تاج سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی اور سید احمد رقاعی اور سید احمد بدوی اور سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

میری یہ کتاب انہی حضرات کے تراجم و سوانح پر مشتمل ہے کیونکہ بہت سے لوگ ان کے اکثر حالات سے بے خبر ہیں اگر انہیں کچھ معلوم ہے تو معمولی، بلکہ جب میں نے ان کے حالات و سوانح پر کچھ تصنیفیں اور کتابیں پڑھیں تو خرافات و بدعات و مبالغات اور جھوٹ کے پلندوں سے بھرپور تھیں جن کے پڑھنے سے ان بزرگوں کی عظمت کے بجائے ان کی بے قدری اور کمی شان کی دلیل بن سکتی ہیں اسی لئے میں نے یہ مجموعہ تیار کیا تاکہ ان کی اصل حقیقت کا انکشاف تام اور بے



برصواب ہو۔ امید ہے کہ میری یہ کاوش تحسین اولیاء کا طبع کے ہاں قدر و منزلت سے دیکھی جائیگی۔

(انشاء اللہ تعالیٰ) وهو الموفق

## اضافہ اویسی غفرلہ

مردان حق کے تذکرے راہ حق کی طرف جلاتے ہیں اور طالبان حق کو منزل مقصود کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہندوگان خدا کی داستانیں ذکر و فکر، کیف و مستی، عشق و محبت، صبر و استقامت، زہد و عبادت، تسلیم و رضا، توکل و تقویٰ اور اخلاص و مروت کی داستانیں ہیں لہذا انہیں پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن وحدیث نے ایمان و عرفان کا جو مفہوم بیان کیا ہے۔ عمل صالح اور خلقِ حسن کا جو تصور پیش کیا ہے، زندگی گزارنے کے جو آداب سکھائے ہیں۔ حق و صداقت کا علمبردار بن کر اس کی حفاظت و اشاعت کے سلیقے تلقین فرمائے ہیں ان سب کی عملی تفسیر حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمہ کی سیرت میں ملتی ہے۔ انسان جب تنہی حالات میں محصور ہو جاتا ہے۔ اپنے پرائے بن جاتے ہیں زبان پر پھرے بھلا دیئے جاتے ہیں۔ ضمیر کے مطابق عمل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس وقت جگر گوشہ رسول سیدنا امام حسین کے سچے غلام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا امام احمد بن حنبل اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کی داستانیں دلوں کو دلولہ تازہ بخشتی ہیں اور وقت کے جاہر سلطانوں کے سامنے کلمہ حق کہہ کر بہترین جہاد کے لئے تیار کرتی ہے۔ ان کی شب بیداری، نفس کشی اور للہیت کے قصے غفلت و شہوت کے پردے چاک کر دیتے ہیں اور حرص و ہوا میں گھرا ہوا انسان ہر دام سے نکل کر ”ظائر لا ہوتی“ بننے کی کوشش کرتا ہے۔ سنگدل لوگ سوز و گداز سے بھرے ہوئے ان واقعات سے رقیب قلب کی دولت حاصل کرتے ہیں اور غرور و تکبر کے پیکر عجز و نیاز سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ حضرت فرید الدین عطار قدس سرہ العزیز اپنی بے مثال کتاب ”تذکرۃ الاولیاء“ کی وجوہ تصنیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قرآن وحدیث کے بعد اولیائے کرام کا کلام ہی افضل ترین ہے۔ ان میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان بزرگوں کا کلام دنیا کی محبت سے نکال پھینکتا ہے، دوم یہ کہ ان کے کلام سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے، سوم یہ کہ ان کے کلام کی برکت سے خدا کی دوستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، چہارم یہ کہ ان حضرات کا کلام سننے سے ذرا آخرت جمع کرنے کا عزم پیدا ہوتا ہے لہذا انہی چند خصوصیات کی بناء پر اس تصنیف کو ضروری خیال کیا تاکہ یہ نامردوں کو مرد، مردوں کو شیر، شیروں کو فرار و فرود کو اہل دروینا دے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیائے کرام کا وجود نظر نہیں آئے گا کیا کرنا چاہئے تاکہ لغویات و خرافات سے محفوظ رہ سکیں؟ فرمایا اولیائے کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔

(تذکرۃ الاولیاء)

حضرت بطل دقاق سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اولیائے کرام کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا بھی نہ ہو تو کیا (مخلص سننے سے) فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا پھر بھی دو فائدے ہیں۔

(۱) اگر اس میں حقیقت کی طلب ہوگی تو اس میں اضافہ ہو جائے گا۔

(۲) مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی۔

شیخ امام حارث ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب صمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا یا حضرت! جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ ہم سلامت رہ سکیں۔ فرمایا ان کی باتیں دہراتے رہو۔ ایک ولی کامل نے فرمایا تھا کہ کاش کوئی ایسا شخص ملے جو بندگانِ خدا کی باتیں کرتا جائے اور میں سنتا جاؤں یا میں سنتا جاؤں اور وہ سنتا جائے۔ اگر بحث میں اہل اللہ کے متعلق گفتگو نہیں ہوگی تو ہمیں بحث سے کیا کام

(رسالہ قدسیہ از حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ)

اگر یہ تذکارِ راہ حق کی طرف رہنمائی نہ کرتے تو آخر کتاب و سنت میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا ذکر کیوں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خداوند کریم کو اپنے محبوبوں کا ذکر اس قدر محبوب ہے کہ قرآن حکیم میں ان سے تعلق رکھنے والے بعض جانوروں کا بھی ذکر بڑے اہتمام سے فرما دیا۔

اصحاب الکہف اسی سوسے کے اولیاء ہی تھے۔ ان کی نسبت سے سورۃ کا نام سورۃ الکہف تھا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ ان کے وفادار گھتے کا ذکر بھی فرما دیا۔ سورۃ البقرہ میں جس ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا لگا کر بنی اسرائیل کا مردہ زندہ کرنے کا واقعہ آیا ہے۔ وہ بھی ایک مرد حق کی گائے تھی اور اسی کی نسبت سے سورۃ کو سورۃ البقرہ (یعنی گائے کی سورۃ) کہا گیا۔ دنیا میں اولیاء اللہ کے عرس منائے جاتے ہیں یا ان کے حالات پر کتابیں لکھی جاتی ہیں تو یہ اسی سببِ الہیہ کے مطابق ہے بلکہ

لَا تُكْذِبُوْنَ اِذَا كُنْتُمْ تُكْسَرُونَ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۲)

”تو میری یاد کرو میں تمہارا چہ چاکروں گا۔“



کے وعدے کی تکمیل ہے۔

اللہ والوں کے تذکرے رحمت خداوندی کو جوش میں لاتے ہیں اور ان کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: **”ذکر الانبياء من العبادة وذكر الصالحين كفارة وذكر الموت صدقة وذكر**  
**القبر يقر بكم من الجنة.“** (الجامع الصغير)

### ترجمہ

روایت ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ حضور ہادی کو نبی ﷺ نے فرمایا، انبیاء کا ذکر عبادت کا حصہ ہے اور صالحین (یعنی اولیاء اللہ) کا ذکر (گناہوں کا) کفارہ ہے اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کو یاد رکھنا تمہیں جنت کے قریب کر دے گا اولیائے کرام کے تذکرے سے ان کی محبت پیدا ہوتی ہے اور چونکہ یہ محبت محض خدا کے لئے ہوتی ہے لہذا ایمان کامل کی علامت اور بہترین عمل ہے۔ چنانچہ صمد پاک میں وارد ہے۔  
اور یہ محبت جنت کی پابی ہے۔

حب درویشان کلید جنت است دشمن ایشان سزائی لعنت است

(۱) من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع فقد استكمل الايمان۔ (ابوداؤد شریف)

### ترجمہ

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بخش رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے نہ دیا تو اس نے (اپنا) ایمان مکمل کر لیا۔

ان احب الاعمال الى الله تعالى الحب في الله والبغض في الله۔ (احمد، ابوداؤد)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بخش ہے۔

(بکریہ، التواراثانی)

### پیران پیر سیدنا غوث اعظم دستگیر

مصنف کتاب نے آپ کے القاب میں لکھا کہ **سیدنا السندو القطب الاوحد شیخ الاسلام زعیم العلماء و سلطان الاولیاء قطب بغداد الباز اور شہب سیدی ابو صالح محی الدین عبدالقادر الگیلانی الحسنی ابوالحسینی أما حبلی مذهب رضی اللہ عنہ وارضاه۔**

## نسب شریف از جانب والد گرامی قدس سرہ

آپ کا نسب والد کی طرف سے یوں ہے شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابو صالح موسیٰ بن عبداللہ الجبلی بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ (المحض) بن حسن المثنیٰ بن امام حسین بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم .

## نسب نامہ مادری

(آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کثیثہ ابوالخیر اور لقب امنا الجبارہ ہے) سیدہ فاطمہ بنت عبداللہ الصومعی بن ابو جمال بن محمد بن محمود بن طاہر بن ابو عطاء بن عبداللہ بن ابو کمال بن عیسیٰ بن ابو علاؤ الدین بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم . اس طرح آپ پدری لحاظ سے حسنی اور مادری حیثیت سے حسنی سید ہیں۔

## اضافہ اویسی غفرلہ

آپ کو یہود و روافض کے سوا تمام فرقے نجیب الطرفین مانتے ہیں۔ تفصیل و تحقیق اور یہود و روافض کی تردید فقیر نے اپنی کتاب ”اماطتہ الاذی عن غوث الوری“ اور ”کیا غوث اعظم سید نہیں؟“ میں لکھ دی ہے۔

## نجیب الطرفین

جس خوش بخت کی نسبت نبی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متصل ہوا سے نجیب الطرفین کہا جاتا ہے۔ (اکثر کتب میں ابوصالح اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت مرقوم ہے لیکن بعض کتب میں یہ کنیت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اویسی غفرلہ) حضور غوث اعظم نے اپنے نسب پاک کے لئے خود فرمایا ”انا نجیب الطرفین“ میں نجیب الطرفین ہوں۔

## صدیق اکبر سے نسب و رشتہ

حضور غوث اعظم کی نانی پاک کا نام ام سلمہ تھا ان کا نسب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یوں ہے، ام سلمہ بنت محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ ابن امام عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم



## سیدنا عمر فاروقؓ سے رشتہ نسب

عبداللہ بن المظفر کی والدہ کا نام حصہ بی بی ہے وہ بی بی عبداللہ بن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن المظفر سے تعلق کا بیان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر میں آتا ہے۔

## سیدنا عثمان بن عفانؓ سے رشتہ نسب

عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ حضور غوث اعظمؐ کے جدِ تاسخ ہیں اور ان کا لقب المحض بھی اسی لئے ہے کہ محض بمعنی خالص ہے اور آپ خالص بایں معنی ہیں کہ آپ از جہت آب و أم سوا لی سے خالص ہے کیونکہ آپ کے والد گرامی حسن مثنیٰ بن سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ ہیں جن کا نکاح آپ کے والد کی وفات کے بعد عبداللہ بن المظفر بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم سے ہوا۔

## فائدہ

اس اعتبار سے حضور غوث اعظمؐ کا نسب رشتہ جملہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے ہے اور اس طرح کے رشتہ کا اتصال سوائے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کسی خوش بخت کے حصہ میں نہیں آیا۔ **(ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء)**

پشاور

## ولادت مبارکہ

آپ کی ولادت ۶۳۰ھ کے ۱۷ء میں ہنئی شہر میں ہوئی یہ بلاد جیلان میں ایک قصبہ ہے یہ ایران کے صوبہ طبرستان کے بلاد جیلان کے ایک قصبہ کا نام ہے۔

علامہ شیخ شمس الدین بن ناصر بن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غوث اعظم بلداً جیل میں ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور جیل دو ہیں:

- (۱) بلاد وعلیم کے قریب میں ایک وسیع علاقہ ہے اور وعلیم بلاد کثیرہ پر مشتمل ہے اس علاقہ میں اس سے بڑا اور کوئی شہر نہیں۔
- (۲) بلاد الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی کوائل میں بھی کہا جاتا ہے **کاف (عجمی) مشوبہ بجیم** یعنی گیلان و جیلان۔

## تعلیم و اسماء اساتذہ

جب حضور غوث اعظمؐ کو معلوم ہوا کہ طلب العلم ہر مسلمان پر فرض ہے تو آپ نے علمائے اسلام کی طرف رجوع کیا کہ ان کے چشمہ فیوضات سے بہرہ ور ہوں آپ نے قرآن مجید پڑھ کر مندرجہ علماء سے علوم و فنون حاصل کئے۔

(1) ابو الوفاء علی بن عقیل حنبلی (2) ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی حنبلی (3) ابو الحسن محمد بن قاضی ابی یعلیٰ محمد بن الحسن بن محمد بن القراء حنبلی (4) قاضی ابو سعید بعض نے ابو سعید المبارک بن علی المخزومی حنبلی مذہباً اصولاً وفروعاً، اور علم الادب (5) علی ابی زکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے پڑھا اور علم الحدیث ایک بہت بڑی جماعت سے حاصل فرمایا۔ ثملہ ان کے یہ حضرات ہیں (1) ابو غالب محمد بن الحسن الباقلائی (2) ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن عشیشا (3) ابو لہسان محمد بن محمد بن علی بن میمون القرسی (4) ابو بکر احمد بن العظفر (5) ابو جعفر بن احمد بن حسین القاری السراج (6) ابو القاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی (7) ابو طالب عبداللہ بن محمد ابن یوسف (8) اور ان کا ابن عم عبدالرحمن بن احمد (9) ابو البرکات ہبة اللہ بن المبارک (10) ابو العرام محمد بن المختار (11) ابو نصر محمد (12) ابو غالب احمد (13) ابو عبد اللہ یحییٰ اولاد علی البناء (14) ابو الحسن بن المبارک بن الطیور (15) ابو منصور عبدالرحمن العزاز (16) ابو البرکات طلحہ قوی وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ)

### اضافہ اویسی غفرلہ

حضور غوث اعظم علیہ السلام کے اساتذہ میں شیخ حماد بھی ہیں ان سے آپ کے متعلق عجیب و غریب واقعات مشہور ہیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

(1) شیخ ابوالنجیب سہروردی بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک طویل اور عجیب تقریر کی تو شیخ حماد نے فرمایا: ”عبدالقادر! تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو۔ تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری کسی بات پر مواخذہ کر لے۔“ تو حضور مدوح نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا آپ نور قلب سے ملاحظہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی پر کیا لکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا، اس پر شیخ حماد نے فرمایا کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر بار عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کرے گا۔ پھر شیخ موصوف نے فرمایا کہ اب کوئی مضاائقہ نہیں۔ **ذالک فضل اللہ یوتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم**۔



(۲) شیخ عبداللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ شیخ عزاز متورع الہطاحی سے بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک عجی نو جوان عبدالقادر داخل ہوا ہے۔ یہ نو جوان عنقریب نہایت ہیبت و عظمت و جلال و کرامت کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور حال و احوال اور درجہ سمیت میں سب پر غالب رہے گا۔ تعارفات کون و فساد اسے سونپ دیا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے زیرِ علم ہوں گے۔ قدر منزلت میں اسے قدم راسخ اور معارف حقائق میں بے بیضا حاصل ہوگا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا۔ آپ کے طالب علمی کے عجیب و غریب واقعات کی فہرست طویل ہے۔ فقیر نے چند واقعات اپنی کتاب ”اکابر کی طالب علمی“ میں لکھ دیے ہیں۔

### بغداد شریف میں ورود

مصنف کتاب نے فرمایا، شیخ محبت الدین محمد بن الحجار نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ائمہ مسلمین میں سے ایک ہیں۔ آپ صاحب کرامت و ظاہرہ ہیں آپ بغداد میں ۷۴۸ھ ۱۰۹۵ء میں تشریف لائے جب کہ اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی، فقہ، احکام الاصول و الفروع و المناظرہ وغیرہ اور سماع حدیث اور وعظ و دیگر علوم و فنون حاصل کئے یہاں تک کہ آپ ہر فن میں فائق ہوئے پھر خلوت و انقطاع و ریاضت و سیاحت اور شب بیداری وغیرہ اختیار فرمائی یعنی علوم ظاہرہ کی تکمیل کے بعد علوم باطنیہ میں مشغول ہوئے۔

آپ کے دوران تعلیم وغیرہ میں بغداد کا خلیفہ مستنصر باللہ ابوالحسن احمد بن المستنصر ہامر اللہ ابو القاسم عبداللہ عباسی تھا۔ حضور غوث اعظم عبدالقادر رضی اللہ عنہ اسی سال بغداد تشریف لائے جس سال حمی کی وفات ہوئی۔

### اضافہ اویسی غفرلہ

حضور غوث اعظم علیہ السلام کے حالات میں یہ مشہور ہے کہ جب آپ کی اٹھارہ سال عمر ہوئی تو اشارہ فیہی سے عشق الہی کے جذبہ نے جوش مارا آپ نے والدہ ماجدہ سے تحصیل و تکمیل علم کے لئے بغداد جانے کی اجازت طلب کی سیدہ فاطمہ عارفہ کامہ تمہیں ہزار دعاؤں کے ساتھ حضور غوث اعظم کو سفر بغداد کی اجازت دی، اور جاتی دفعہ چار بیس دینار حضور کی بغل کے نیچے گدڑی میں رکھ کر سی دیئے۔

رخصت کرتے وقت آپ کی والدہ محترمہ نے نصیحت فرمائی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا، اور جھوٹ کے پاس بھی مت جانا، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے صدق دل سے والدہ محترمہ سے وعدہ فرمایا کہ میں ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔

والدہ سے رخصت ہونے کے بعد حضور بغداد جانے کے لئے ایک قافلے کے ساتھ ہوئے جو بغداد چار ہفتہ، راستہ میں ترنگ کے علاقہ میں ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے جن کا سردار احمد بدوی تھا (یہ وہ شیخ سید احمد بدوی نہیں جن کا ذکر خیر میں آئے رہا ہے وہی غمیر۔) قافلے کا سردار سامان لوٹ لیا۔ آخر ایک ڈاکو نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے جو ایک طرف خاموش کھڑے تھے، پوچھا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ تو حضور غوث پاک نے بلا خوف و ہراس صاف بتا دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، لیکن ڈاکو کو یقین نہ آیا اور وہ آگے کل گیا۔ اسی طرح ایک دوسرے ڈاکو نے بھی آپ سے یہی سوال دریافت کیا، تو آپ نے پھر صاف صاف بتا دیا، کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، لیکن وہ بھی مذاق سمجھ کر چلا گیا۔

جب ڈاکو سردار کے پاس پہنچے تو ان دو ڈاکوؤں نے سرسری طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا تو سردار نے کہا کہ اس لڑکے کو میرے پاس ماؤ۔ جب حضور کو سردار کے پاس لایا گیا تو اس نے دریافت کیا کہ لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ تو آپ نے کہا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے میں تمہارے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں، سردار نے پوچھا کہ کہاں ہیں، تو آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ میری بھیل کے پیچھے گدڑی میں پہلے ہوئے ہیں۔ آخر سردار نے آزمانے کے لئے گدڑی کو کھولنے کا حکم دیا، اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی اس میں چالیس دینار موجود تھے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے نہایت حیرت سے دریافت کیا، اسے لڑکے کیا تھے علم نہیں تھا کہ ہم ڈاکو ہیں اور اس سے حشر تمہارے سب ساتھیوں کا دل لوٹ چکے ہیں۔ تو کم از کم اپنے دینار بچانے کی کوشش کرتا۔ لیکن آپ نے کمال صدق ایمان سے کہا کہ سفر پر روانہ ہونے سے قبل میری والدہ محترمہ نے جو ایک عابدہ اور زاہدہ خاتون ہیں مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا، اور ہمیشہ سچ بولنا میں کبھی اپنی والدہ کی نصیحت سے انحراف نہیں کر سکتا تھا۔

یہ الفاظ ترکش سے لکھے ہوئے حیرت سے سردار کے دل پر پیوست ہو گئے، اور اسے خیال آیا کہ یہ لڑکا تو اپنی والدہ کی نصیحت پر اس قدر سختی سے کار بند ہے، لیکن میں ہوں کہ اپنے خالق حقیقی کے احکام کی پابندی نہیں کرتا، کس قدر گنہگار اور بے عمل ہوں، اسی وقت خود غوث پاک کے ہاتھ پر توبہ کی، اور ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی توبہ کی۔

شیخ محمد قاندروی نے بھی ایک دفعہ حضور سے پوچھا، کہ آپ کی بزرگی اور عظمت کا دار و مدار کس بات پر ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ راست گوئی پر، میں نے تمام عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

بغداد پہنچ کر آپ نے اس دور کے باکمال اساتذہ سے علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم لغت، علم شریعت،



علم طریقت نہ صرف حاصل کیا، بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سہقت لے گئے۔ تحصیل و تکمیل علوم کے زمانہ میں آپ نے دو مصوبتیں برداشت کیں کہ خود ان کے ارشاد کے مطابق اگر وہ سختیوں پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا، جب مصائب حد سے زیادہ ہو جاتے تو آپ زمین پر لیٹ کر یہ پڑھا کرتے:

**لَا تَنْفَعُ الْغُصْبُ شَيْئًا (پارہ ۳۰، سورۃ، شرح، آیت ۵)**

﴿تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔﴾

اس پر تسکین قلب حاصل ہو جاتی۔

علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد سیدنا غوث الاعظم رحمہ اللہ پچیس سال کی طویل مدت تک تزکیہ نفس کے لئے مجاہدات اور ریاضات میں مصروف رہے، جن کی تفصیل اس قدر طویل ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی، آپ نے ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں میں پھرتا رہا ہوں، چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں، اور میں نے بسا اوقات تیس سے چالیس دن تک بغیر کھانے پینے گزارے، ۵۲۱ھ میں حضور غوث پاک نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا ہے، اور لوگوں کو وعظ تلقین اور دعوت تبلیغ کا سلسلہ شروع کرنے کا حکم دیا، عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کے دروازے کھل گئے، آپ کے سامنے بڑے بڑے فصحاء کی زبانیں گنگ ہو گئیں، آپ کی شہرت سن کر عراق، عرب اور عجم سے لوگ موعظ حسنہ سننے کے لئے بغداد میں آئے، لگے، حاضرین کی تعداد اس قدر زیادہ ہو جاتی کہ شہر سے باہر وسیع میدان میں انتظام کرنا پڑتا، بسا اوقات ستر ستر ہزار یا اس سے زیادہ کا مجمع اکٹھا ہو جاتا، اس میں چار سو اشخاص آپ کا کلام نقل کرتے، وعظ کے دوران آپ فرمایا کرتے، اے اہل آسمان و زمین، آؤ میری بات غور سے سنا! غرض یہ کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے طالب علمی میں بے حد مصائب و پریشانیوں برداشت کیں اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ علم بڑی دولت ہے اس پر ہر مصیبت و تکلیف برداشت کرنی چاہیے

## حلیہ اور اوصاف جمیلہ

شیخ موفق الدین بن قدامہ القدسی (تعارف شیخ موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس لئے ضروری ہے کہ شیخ موفق الدین نجدیوں و ہابیوں کے نزدیک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے موجد و محقق تھے۔ ان کی تصانیف کو نجدی، عربی، اردو، دیگر مختلف زبانوں میں شائع کر رہے ہیں تاکہ عوام موفق الدین کے عقائد کے مطابق عقیدے اپنائیں ان کے تعارف میں

انہوں نے لکھا جسے فقیر ذیل کے عنوان سے مکمل نقل کر رہا ہے) نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نجف ابدن درمیانہ قد مبارک، کشادہ سید تھے اور آپ کی انیوہ دار و ارحمی شریف طویل تھی، گندی رنگ اور آپ کے اہوٹے ہوئے اور ان کے ہال معمولی تھے، مگر جدار آواز لیکن خوش اور عجب دار اور علم سے معمور۔

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشعری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **المشیحۃ البغدادیہ** میں لکھا کہ شیخ عبدالقادر نجفی الحنابلہ والشافعہ بغداد میں تھے آپ جماعت علماء کے شیخ تھے آپ کی فقہاء کے نزدیک مقبولیت تامہ تھی یونہی فقر و عوام کے بھی مقتدا تھے آپ ارکان اسلام میں سے ایک تھے آپ سے عوام و خواص ملتصع ہوئے اور مستجاب الدعوات تھے بکثرت گریہ کناں تھے اور نہایت خوش اخلاق فس مکھ بزرگ کریم انفس اور بیحد تھی تھے شریف انفس اور اخلاق کریمہ سے حزن تھے اور عبادت و ریاضت میں توانی مثال خود تھے۔

### موفق الدین مقدسی کا تعارف

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نجد یوں وہابیوں غیر مقلدوں کو خصوصیت سے ضد ہے آپ کو وہ صرف اہلسنت کا بڑا پیر مانتے ہیں اور آپ کی علمی حیثیت ان کی نظروں میں کچھ بھی نہیں۔ اس کا سبب تعصب یا آپ کے علمی مرتبے سے بے خبری اور جہالت ہے فقیر یہاں صرف آپ کے مدرسہ کے ایک شاگرد کا تعارف پیش کرتا ہے جسے نجدی وہابی چوٹی کا امام مانتے ہیں۔ آج کے دور میں نجد یوں نے ان کی تصانیف کی اشاعت خوب کی ہے اور کر رہے ہیں۔ فقیر جمادی الاول ۱۴۳۱ھ عمرہ کے لئے حاضر ہوا تو امام موفق الدین کی تصنیف عربی اردو کی عام اشاعت ہوتی دیکھی اس کے ابتداء میں نجد یوں نے اس امام کا تعارف یوں کرایا ہے۔

### مؤلف کے حالات زندگی از قلم عبدالقادر ارنؤوط

مؤلف کا نسب نامہ یہ ہے **امام و فقیہ، زاہد، شیعہ الاسلام ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حبشلی مقدسی ثم دمشقی صالحی رحمۃ اللہ علیہ**

آپ فلسطین کی مبارک سرزمین پر بیت المقدس کے قریب علاقہ نابلس کے شہر "جرمیل" میں شعبان ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے، یہ وہ زمانہ ہے جب بیت المقدس اور اس کے مضافات پر صلیبیوں کا قبضہ تھا، اس لئے آپ کے والد ماجد ابو العباس احمد بن محمد بن قدامہ، جو اس مبارک خاندان بلکہ اس مبارک سلسلہ نسب کے سربراہ تھے، اپنے پورے خاندان کے ساتھ تقریباً ۵۵۱ھ میں بیت المقدس سے دمشق ہجرت فرما گئے، سفر ہجرت میں آپ کے دونوں بیٹے ابو عمر اور موافق



الدین نیران کے خالہ زاد بھائی عبدالغنی مقدسی بھی ساتھ تھے۔ مقدسی خاندان کے بیت المقدس سے دمشق ہجرت کرنے کے اسباب پر حافظ ضیاء الدین مقدسی کی ایک مستقل کتاب ہے۔ بہر حال آپ کے والد پورے کنبہ کے ساتھ دمشق میں مسجد ابوصالح میں مشرقی دروازہ کے پاس اترے، پھر دو سال کے بعد مسجد سے نکل ہو کر دمشق کے اندر بنی صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس دوران امام موفق الدین قرآن مجید حفظ کرتے اور اپنے والد، جد ابوالعباس سے (جو کہ صاحب علم و فضل اور متقی و پرہیزگار شخصیت تھے) ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر دمشق کے علماء و مشائخ سے تحصیل علم کیا اور فقہ میں **"مختصر اغترقی"** وغیرہ زبانی یاد کر لی، مرحلہ تحصیل علم میں آپ قدم بہ قدم آگے بڑھتے رہے، یہاں تک عمر کی بیس منزلیں طے کر لیں، پھر آپ نے طلب علم کے لئے بغداد کا سفر کیا، آپ کے خالہ زاد بھائی عبدالغنی مقدسی جو آپ کے ہم عمر بھی تھے اس سفر میں آپ کے مرہاد تھے، امام موفق الدین شروع شروع میں قنوزے عرصہ کے لئے بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس ٹھہرے، شیخ کی عمر اس وقت تقریباً نوے سال تھی، امام موفق الدین نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے **"مختصر اغترقی"** خوب سمجھ کر اور بڑی دقیق نظر کے ساتھ پڑھا، کیونکہ دمشق میں آپ مذکورہ کتاب زبانی یاد کر چکے تھے۔ اس کے بعد ہی شیخ کی وفات ہو گئی تو آپ نے تاج الاسلام ابوالفتح شیخ ابن امنی کی شاگردی اختیار کر لی اور ان سے فقہ حنبلی اور اختلاف مسائل کا علم حاصل کیا، ان کے علاوہ وہ عبدالقادر و غیرہ سے بھی آپ نے علمی استفادہ کیا۔ بغداد میں چار سال کا عرصہ گزارنے کے بعد آپ دمشق واپس تشریف لائے اور اہل دیہات کے ساتھ کچھ دن گزار کر ۵۶۷ھ میں پھر بغداد روانہ ہو گئے اور ایک سال تک شیخ ابوالفتح ابن امنی سے علم حاصل کرنے کے بعد دمشق واپس آ گئے۔ ۵۷۴ھ میں فریضہ حج ادا فرمایا، پھر مکہ مکرمہ سے دمشق واپس آ کر فقہ حنبلی کی مشور کتاب **"مختصر اغترقی"** کی شرح **"المغنی"** کی تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ کتاب **"المغنی"** فقہ اسلامی اور خصوصیت کے ساتھ فقہ حنبلی کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے، اسی لئے سلطان العلماء عز بن عبدالسلام نے کہا تھا کہ جب تک میرے پاس **"المغنی"** نہیں تھی اس وقت تک فتویٰ دینے میں مجھے حرہ نہیں آتا تھا۔

طلبہ آپ کے پاس حدیث و فقہ اور دیگر علوم پڑھتے تھے، ایک کثیر تعداد نے آپ سے فقہ میں کماں و دسترس حاصل کیا ہے، جن میں آپ کے بھتیجے قاضی القضاۃ شمس الدین عبدالرحمن بن ابی عمر اور ان کے طبقہ کے دیگر علماء بھی شامل ہیں۔

درس و تدریس کے ساتھ ہی آپ کا مختلف علوم و فنون میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری تھا، خصوصاً علم فقہ میں

جس میں آپ کو یہ طویل حاصل تھا، اس موضوع پر آپ کی متعدد تصنیفات اس کی شاہد عدل ہیں، علم فقہ میں آپ کی شخصیت بالکل نمایاں ہے اور میدان علم کے شہسوار آپ کے فضائل و مناقب اور علمی برتری کے گواہ ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ملک شام میں اوزاعی کے بعد موفق الدین سے بڑا فقیہ نہیں آیا۔

امام ابن الصلاح کہتے ہیں کہ موفق الدین جیسا عالم میں نے نہیں دیکھا۔ سبط ابن الجوزی کہتے ہیں کہ جس نے موفق الدین کو دیکھا اس نے گویا بعض صحابہ کو دیکھ لیا، ایسا لگتا تھا کہ ان کے چہرے سے نور پھوٹ رہا ہے۔ بہر حال، آپ مختلف علوم و فنون کے امام تھے، آپ کے زمانہ میں آپ کے بھائی ابو عمر کے بعد آپ سے زیادہ متقی و پرہیزگار اور بڑا عالم کوئی نہ تھا، عقائد اور زہد و تقویٰ میں آپ سلف صالحین کا نمونہ تھے، بڑے باحیا، دنیا و مافیہا سے بے رغبت، نرم گفتار، نرم دل، ملسار، فقراء و مساکین سے محبت و ہمدردی کرنے والے، بلند اخلاق، فیاض و نخی، عبادت گزار، فضل و کرم والے، پختہ ذہن، علمی تحقیق میں سخت احتیاط برتنے والے، خاموش طبیعت، کم سخن، کثیر العمل نیز بے شمار فضائل و مناقب کے مالک تھے، انسان آپ سے ہم کلام ہونے سے پہلے محض دیکھ کر ہی آپ کا گردیدہ ہو جاتا تھا۔

حافظ ضیاء الدین مقدسی نے آپ کی سیرت پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اسی طرح امام ذہبی کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے۔

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ صرف علم و تقویٰ ہی کے امام نہ تھے، بلکہ آپ نے بطل اسامیہ صلاح الدین ایوبی کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی ادا کیا ہے، آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ۵۸۳ھ میں جب صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کی سرکوبی نیز ان کی غلامت سے فلسطین کی مہارک سرزمین کو پاک و صاف کرنے کے لئے مسلمانوں کو لئے کرفوج کشی کی تو امام موفق الدین ابن قدامہ، ان کے بھائی ابو عمر، آپ دونوں کے ملازمہ اور خاندان کے کچھ دیگر افراد اس فقیہ اسلام پرچم کے تلے ہو کر عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر فریضہ جہاد ادا کر رہے تھے۔ آپ حضرات کا ایک مستقل خیمہ تھا جسے لے کر وہ مجاہدین کے ساتھ ساتھ تھکھل ہوتے رہتے تھے۔

امام موصوف نے علم فقہ نیز دیگر علوم میں بے شمار مفید کتابیں چھوڑی ہیں۔ چنانچہ علم فقہ میں ”العمدة“ ”مبتدی طلبہ کے لئے“ اور ”المقتضب“ متوسط طبقہ کے طلبہ کے لئے، نیز ”الکافی“ اور ”المختصر“ لکھی ہے ”الکافی“ میں دلائل کے ساتھ مسائل کا ذکر کیا ہے تاکہ طلبہ دلیل کی روشنی میں مسائل کا احاطہ اور پھر اس پر عمل کر سکیں، اور ”المختصر“ جو ”مختصر الخرق“ کی شرح ہے اس میں علماء کے مذاہب و آراء اور ان کے دلائل ذکر کیے ہیں، تاکہ باصلاحیت علماء اجتہاد کے طریقوں سے





واقف ہو سکیں۔ اصول فقہ میں آپ کی کتاب ”روصۃ المناظر“ ہے، ان کے علاوہ مختلف علوم و فنون میں ”مختصر فی غریب الحدیث“، ”البرہان فی مسائلہ لقرآن“، ”التقدیر“، ”فضل الصحابہ“، ”المتیٰ بین فی اللہ“، ”الرقۃ والبرکاء“، ”ذم الموسوسین“، ”ذم التاویل“، ”التبیین فی نسب القریضین“، ”مناسک الحج“ اور زیر مطالعہ کتاب ”لمعۃ الاعتقاد امدادی الی سبیل ارشاد“ وغیرہ گرانقدر تالیفات ہیں۔

۶۲۰ھ میں ہفتہ عید الفطر کے دن آپ کی وفات ہوئی اور دمشق کے اندر صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں جامع الجبابلہ کے ہالائی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

### تبصرہ اویسی غفرلہ

غور فرمائیے کہ وہابی جس غوث اعظم رحمہ اللہ کے ایک شاگرد کے علمی و عملی مقام کو اتنا اونچا مانتے ہیں ان کے استاد مکرم کہ جن کے علمی مقام کا امام موفق کو نہ صرف اعتراف ہے بلکہ آپ سے بڑھ کر اور کسی کو ان کے علمی پایہ کا نہیں مانتے پھر ان سے صرف نظر کرنا ضد اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

### مزید اضافہ اویسی غفرلہ

حضور غوث اعظم رحمہ اللہ کے اخلاق کریمانہ بیان کرنے کے لئے ضخیم دفتار چاہئے۔ مثلاً نمونہ خردوار فقیر عرض کرتا ہے، فرمایا ہر مسلمان چاہے کتنی ہی نیکیاں کرے لیکن اپنے آپ کو گناہگار سمجھے، اور ہر وقت خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا اور توبہ کرتا رہے۔

### قیامت

یعنی ہر مسلمان کے پاس جو کچھ ہو اسی میں اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے حرام اور ناجائز ذریعوں سے دنیا کا عیش حاصل نہ کرے۔

### توکل

یعنی ہر مسلمان اپنے ہر معاملے میں صرف خدا پر بھروسہ کرے، اپنی محنت، تدبیروں یا انسان کو اپنے کاموں میں کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھے۔

### صبر

یعنی مسلمان ہر مصیبت اور تکلیف پر صبر کرے، اور اس کو برداشت کرے۔



## رضا

مسلمان کو ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا ہر کام خدا کو راضی اور خوش کرنے کے لئے ہو انسانوں کو راضی اور خوش کرنے کے لئے نہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرور، تکبر سے بچنے، سادہ زندگی گزارنے، وقت کی پابندی کرنے، غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ہر مصیبت کو برداشت کر کے دین کی پابندی خدمت اور تبلیغ کرنے کی تعلیم بھی دی۔ جس مسلمان نے اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کر لیں اسے ترقی اور کامیابی ضرور نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ خوبیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح ظاہری علم حاصل کرنے کے لئے عالموں کو اپنا استاد بنایا اور علم کا کمال حاصل کیا اسی طرح روحانی ترقی اور علم حاصل کرنے کے لئے آپ نے اپنے زمانے کے بزرگوں سے تعلق قائم کیا اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کر کے روحانی ترقی حاصل کی۔

اسلام میں مسلمانوں کے اندر مذہبی جذبہ پیدا کرنے دین کی پابندی کا شوق اور روحانی قوت کو بڑھانے کے لئے بیعت کا طریقہ موجود ہے عام مسلمان کسی ایسے بزرگ اللہ کے ولی کے سامنے دین کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں جو خود شریعت کا پابند ہو، وہ شریعت کو، چھی طرح جانتا ہو، اور اس کا تعلق خود بھی اللہ کے کسی ولی سے ہو۔ ایسے بزرگ کے سامنے دین کی پابندی کا وعدہ کرنے ہی کو بیعت کہا جاتا ہے، جس کے سامنے یہ وعدہ کیا جائے اُسے پیر یا شیخ کہتے ہیں اور وعدہ کرنے والے کو مرید کہتے ہیں، اس وعدے کا اثر وعدہ کرنے والے پر ہوتا ہے، کہ وہ کسی بھی برا کام کرنے سے پہلے یہ خیال کرتا ہے کہ میں تو برائیوں سے توبہ کر کے دین کی پابندی کا وعدہ کر چکا ہوں، اس خیال کے آتے ہی وہ برائیوں سے بچتا رہتا ہے، اسی لئے مسلمانوں کو بزرگوں، ولیوں سے تعلق پیدا کرنے، اُن سے بیعت ہونے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اخلاقی امور کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "سورخ غوث اعظم و بکیر" کا مطالعہ فرمائیے۔



## جود و سخا

مصنف کتاب نے لکھا امام موفق الدین ابن قدامہ نے فرمایا کہ ہم بغداد میں ۵۶۱ھ میں وارد ہوئے تو اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا علمی شہرہ تھا آپ کے علم و عمل اور فتویٰ نویسی کا کوئی ثانی نہ تھا جو طالب علم بغداد میں علم کے حصول کے لئے حاضر ہوتا وہ آپ کے بغیر کسی دوسرے کی طرف رخ نہ کرتا آپ علوم کے جملہ فنون میں یکساں اور بے مثال تھے اور طالب علموں کو خوب محنت سے پڑھاتے اور فراخ دلی کا یہ حال تھا کہ کسی بات سے نہ اکتاتے آپ جملہ اوصاف جلیلہ سے موصوف تھے میں نے آپ جیسا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ علمائے بغداد کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اکثر خاموش رہتے بہت کم گفتگو فرماتے اور عوام و خواص میں آپ کی قبولیت نامہ قلمی دلوں پر نقش تھا اپنے مدرسہ مبارک سے صرف جمعہ کے دن جامع مسجد تک باہر تشریف یا سرائے خوصیت تک جانا ہوتا تھا آپ کے ہاں بغداد کے بڑے بڑے رؤسا و امراء نے توبہ کی اور یہود و نصاریٰ کے بڑے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مہر پر عقد میں حق بیان کرنے میں جہاک تھے اور منکرین اسلام اور فساق کا سختی سے رد فرماتے۔

امام موفق سے حضور غوث اعظم علیہ السلام کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ ہم نے آپ کو آخری عمر میں دیکھا بلکہ آپ کے مدرسہ میں تعلیم کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ہمارا بہت زیادہ خیال رکھتے بار بار ہمارے پاس اپنے صاحبزادہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو پرسش احوال کے لئے بھیجتے۔ ہمارے مطالعہ کے لئے روشنی کا انتظام فرماتے اور ہمارے کھانے کا خصوصیت سے خیال فرماتے۔

## اضافہ اویسی غفرلہ

مصنف کتاب نے اختصار سے کام لیا فقیر کچھ اضافہ کرتا ہے۔ ”شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (درقت قلبی اور خشیت الہی کی وجہ سے عبرت و درقت کی بات سن کر) بہت جلد آنسو بہانے والے، انتہائی خشیت الہی رکھنے والے، بارعبد و ہدیہ، مستجاب الدعوات، صاحب اخلاق کریمہ، عالی نسب، غیر مہذب بات سے انتہائی دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب، محدود الہی اور احکام خداوندی کی خلاف ورزی پر آپ کو جلال آجاتا، اپنے معاملہ میں کبھی قصہ نہ کرتے۔ اللہ کے علاوہ کسی چیز کے لئے انتقام نہ لیتے۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے، خواہ بدن کا کپڑا ہی اتار کر کیوں نہ دینا پڑے۔“

آپ ہمیشہ محتاجوں کی دیکھ بھال فرماتے اور کھلے دل سے ان پر خرچ کرتے

”ایک دفعہ آپ نے ایک شکستہ حال اور افسردہ شخص سے خیریت پوچھی۔ اس نے عرض کیا حضور! دریائے دجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر ملاح نے بغیر کرایہ مجھے کشتی پر سوار نہ ہونے دیا۔ میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے بہت منت سماجت کی مگر ملاح نے میری بات نہ مانی۔ ابھی اس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے میں اشرافیوں کی تھیلی بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا۔ یہ اس ملاح کو دے دو اور اسے کہہ دینا کہ آئندہ کسی غریب اور محتاج کو دریا عبور کرانے سے انکار نہ کرے۔ پھر آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اس فقیر کو دیا۔ پھر میں دینار سے یہ کرتہ خرید لیا۔ اور یوں اس غریب کی بھی مدد فرمادی۔ فرمایا سے آپ کی محبت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے:

”اپنے زمانہ شہرت میں آپ حج کے لئے نکلے۔ جب بغداد کے قریب بستی ”حدہ“ میں پہنچے تو حکم دیا اس بستی میں سب سے غریب اور بے کس گھر اندہ تلاش کرو۔ ہم نے کافی تحقیق کے بعد ایک ایسا مکان تلاش کیا جس میں ایک بوڑھا شخص اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ رہتا تھا اور یہی گھر سارے قصبے میں سب سے زیادہ غریب تھا۔ وہاں کے امیروں اور رئیسوں کو آپ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ہاں قیام کی درخواست کی مگر ان کے اصرار کے باوجود آپ نے اسی غریب کے ہاں ٹھہرنا پسند فرمایا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ نقدی، سونا، چاندی، موسیقی اور کھانے پینے کی اشیاء کے انبار لگا دیئے۔ آپ نے رفقاء سے فرمایا اس مال میں سے اپنا حصہ اس گھروالوں کے لئے وقف کرنا ہوں۔ رفقاء نے بھی آپ کی موافقت و پیروی کرتے ہوئے اپنا اپنا حصہ ان لوگوں کو دے دیا۔ سحری کے وقت آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔“

سبحان اللہ وہ بوڑھا جو چند لمحے پہلے بستی میں سب سے زیادہ غریب تھا آپ کے قدم میںست لڑوم کی برکت سے اب بستی کا سب سے مالدار شخص بن چکا تھا۔“

## لنگر خونیہ

بھوکوں کو کھانا کھلاتے، اور حاجت مندوں کی ضروریات کے لئے بے دریغ خرچ فرماتے۔

علامہ ابن حجر، جبائی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

ایک بار مجھے سیدنا عبدالقادر جیلانی نے فرمایا۔ میں نے تمام اعمال کے بارے میں تحقیق کی ہے۔ کھانا کھلانے سے بڑا عمل اور حسن اخلاق سے بڑی نیکی میں نے نہیں دیکھی۔ ”**اودلو کانت الدنیا یدی اطعمہا علی الجائع**“ میری خواہش ہے کہ اگر ساری دنیا (کی دولت) میری تھیلی پر رکھ دی جائے تو میں اس سے بھوکوں کو



کھانا کھلا دوں۔ پھر فرمایا ایسا محسوس ہوتا ہے میری پتیلی میں سوراخ ہیں، کوئی چیز ٹک نہیں سکتی۔ اگر ہزار دینار بھی میرے پاس آئیں تو شام ڈھنسنے سے پہلے پہلے تقسیم کر دوں۔

آپ کا لنگر نہایت وسیع تھا، دسترخوان پر خدام اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ آپ کا خادم مظفر تعال میں روٹیاں لے کر دروازہ کے باہر کھڑا آواز دیتا رہتا۔ کسی کو روٹی کی ضرورت ہو یا رات گزارنا چاہے (تو اس کے لئے خوشیہ مہمان خانہ کھلے ہے) آپ کے پاس ہدیہ آتا تو تقسیم فرما دیتے اور ہدیہ بھجوانے والے کو خود بھی ہدیہ بھجواتے۔

خلق خدا کو کھانا کھلانے کا ایک انداز گیارہویں شریف کی صورت میں بھی تھا۔ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ **قرۃ الناظر** و **خلاصۃ المفردات** میں فرماتے ہیں:

آپ ہر سال ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی نیاز دلوا یا کرتے۔ یہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ پھر آپ ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ کو اجتماع کے ساتھ حضور ﷺ کی نیاز دلواتے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز اب خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز قرار پائی۔

گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کے میلاد منانے کے عمل کو قبول کر کے یہ صلہ دیا کہ اب ہر ماہ آپ کے نام کی گیارہویں ہو رہی ہے اور حسن اتفاق کہ (بقول مشہور و معتبر) آپ کا وصال بھی گیارہ ربیع الآخر کو ہوا۔ بعض نے سترہ ربیع الآخر تاریخ وصال بیان کی ہے مگر بقول شیخ عبدالحق محقق دہلوی **”انہ فی ہذا مصل نہیں۔“**

آپ کے وصال کے بعد بھی خانقاہ خوشیہ میں گیارہویں شریف کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مشہور محدث علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) بھی لنگر میں حصہ لیتے اور اپنی تمام تر شدت کے باوجود سیدنا خوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حسن عقیدت کی بناء پر آپ کے عرس مبارک اور بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر لنگر بھجوا یا کرتے۔

علامہ ابراہیم الدوربی لکھتے ہیں:

**كان العلامة ابن تيمية يومئذ من دمشق الشام بذوراً واعانات للحضرة الكيلانية لاجل المدرس والصدريس واطعام الطعام وداك في او اخر ربيع الاول و كانت تلك القافلة تحتوي على ثلاثين بعيراً (از نام و نسب صاحب گزہ شریف)**

”علامہ ابن تیمیہ دمشق (شام) سے درگاہ جیلانیہ میں نہرانے اور ہدیے درس و تدریس اور (لنگر خوشیہ) میں کھانا کھلانے کے لئے ربیع الاول کی آخری تاریخوں میں بھیجا کرتے تھے اور یہ قافلہ میں اونٹوں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔

## جواب بلا مطالعہ

مصنف کتاب نے لکھا حضرت عمر بن ازرحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عراق وغیرہ سے بے شمار فتویٰ پیش ہوتے تو ہم نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ اس کا جواب کل ملے گا یا آپ نے اس میں کوئی غور و فکر کیا ہو بلکہ جیسے فوراً بلا تامل سوال کے بعد جواب لکھ دیتے۔

## دعوت توحید

سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خالق سے تعلق اور مخلوق سے ترک تعلق و ترک اعتقاد کی دعوت دیتے تھے اور آپ کی مندرجہ ذیل دعوت کا مضمون آپ کی کتاب ”فتوح الغیب“ میں صراحتاً موجود ہے۔ جب کوئی کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو خود اس سے نجات پانے کی کوشش کرے اگر کامیاب نہ ہو تو وقت کے بادشاہوں اور حاکموں اور اطہروں اور دیگر اہل دنیا سے مدد طلب کرے اور ارباب احوال سے بھی مدد کا طالب ہو وہ آزمائش اگر امراض سے ہو تو طبیعوں، ڈاکٹروں سے علاج کرائے وغیرہ وغیرہ۔ اگر مخلوق سے اس آزمائش کا چھٹکارا نہ ہو سکے تو بارگاہ حق میں دعا و التماس اور محضر واکساری کرے جب تک نجات نہ ہو اس بارگاہ کو نہ چھوڑے اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی کو کہے۔

## قاعدہ

جو کام مخلوق کے بس کا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض نہ کرے اور جو کام خالق کے ہاتھ میں ہے اس کے لئے مخلوق کو نہ کہے۔

## آخری فیصلہ

آپ نے اپنی گفتگو جاری رکھ کر فرمایا کہ ہر مصیبت پر صبر ضروری ہے اور ہر موقع پر لازم ہے کہ وہ یقین کرے ہر مشکل اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے کیونکہ ہر شے کا قائل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے ہر خیر و شر اور ہر نفع و نقصان اسی سے ہے دنیا نہ دنیا اس کے قبضے میں فتح اور رکاوٹ اسی کی جانب سے ہے۔ موت و حیات اسی کے ہاتھ میں ہے اور عزت و ذلت کا مالک وہی ہے۔

## چوروں کو اولیاء بنادیا

حضور غوث اعظم علیہ السلام نے اپنے میں اپنی مثال خود تھے ایک دفعہ آپ حج کے لئے جا رہے تھے۔ قافلہ ایک سنسان راستے سے گذر رہا تو اس علاقے کے خوفناک ڈاکوؤں نے تمام مسافروں کا ساز و سامان لوٹ لیا اور غوث اعظم کو کسی غریب



کا بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ جب یہ لٹا ہوا قافلہ آگے بڑھنے لگا تو رازنوں کے سردار نے آپ سے اذرا و مذاق پوچھا ”بچے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟“ ”ہاں“ غوث اعظم ؒ نے لٹیروں کی توقع کے خلاف جواب دیا۔ آخر سردار کے اشارے پر غوث اعظم ؒ کی جامہ تلاشی لی گئی مگر رازنوں کو کچھ بھی نہ ملا۔ ”ہمیں بے وقوف مانتا ہے۔“ ڈاکوؤں کا سردار آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر جھنجھٹا گیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ مذاق کیا ہے؟ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے پاس اٹھارہ اشرفیاں ہیں جو تبا کے دبیز استر میں ٹانگی گئی ہیں۔ غوث اعظم ؒ نے انتہائی پرسکون لہجے میں کہا۔ سردار کے کہنے پر دوبارہ تلاشی لی گئی۔ آخر اس کے ساتھی اشرفیاں پانے میں کامیاب ہو گئے۔ تمام رازنوں کو اس بات پر حیرت تھی کہ اگر آپ ان اشرفیوں کی نشاندہی نہ کرتے تو وہ اس طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے۔ آپ کی صاف گوئی پر سردار کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ تعجب ہوا تھا اس لئے وہ غوث اعظم ؒ سے یہ سوال کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ”آپ تو جھوٹ بول کر اپنی اشرفیوں کو بچا سکتے تھے، پھر آپ نے ایسا کیوں نہ کیا؟“ ”رخصت کرتے وقت میری مادر گرامی نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر جان پر بھی بن جائے گی تو میں جھوٹ نہیں بولوں گا یہی میری والدہ کا حکم تھا اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے تو میں اس حکم کو نہیں ٹال سکتا تھا۔“ غوث اعظم ؒ نے فرمایا اور سردار کو یوں محسوس ہوا جیسے آپ کے پورے جسم پر نور کی بارش ہو رہی ہو۔

اطاعت فرماں برداری کی یہ ایک ایسی مثال تھی جسے رازنوں کا رہنما جھٹلا نہیں سکا۔ غوث اعظم ؒ نے اپنی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا کئے تھے ان کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ سردار رونے لگا۔ پھر تمام لوٹا ہوا مال واپس کر کے صدق دل سے تائب ہوا۔

### تبصرہ اویسی غفرلہ

اکثر کتب میں یہ واقعہ حضور غوث اعظم ؒ کے بچپن اور طالب علمی کا ہے لیکن اس کتاب میں حج کے موقعہ کا لکھا ہے ممکن ہے یہ واقعہ دوبار واقع ہوا اسی لئے اس میں کوئی غلطی نہیں۔

### اضافہ اویسی غفرلہ

کتاب ”اقطاب ارباب“ میں آپ کے کرم و وفا کا بیان نہایت ہی مختصر ہے۔ فقیر سے گوارہ نہ ہوا کہ اتنے بڑے شیخ کے اوصاف مجمل نہ کور ہوں، فقیر بھی تحصیل تو نہیں عرض کر رہا لیکن کتاب نہ کور سے قدرے مفصل ہے۔ حضور غوث اعظم ؒ زہد و تقویٰ اور تعلق باللہ میں اس مقام پر فائز تھے کہ آپ اپنی ذات، اولاد اور مال و دولت کی محبت سے بے نیاز



ہو گئے۔ خود فرماتے ہیں

ما ولد قط مولود الا واخذته على يدي وقتل هداميت فاخر جه من قلبي اول مايولد

”میرے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا ما سے ہاتھ میں لے کر اپنے آپ سے کہتا یہ مردہ ہے۔ اس طرح وراثت کے وقت سے ہی اس کی محبت دل سے نکال دیتا۔“

اگر مجلس وعظ کے اوقات میں صاحبزادگان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو مجلس موقوف نہ کرتے اور بدستور سلسلہ وعظ وارشاد جاری رکھتے۔ جب غسل وکفن دینے کے بعد جنازہ ہا ہر لایا جاتا تو آپ کرسی سے اترتے اور جنازہ پڑھاتے آپ اس فلسفہ پر کار بند تھے کہ جان، مال، اولاد کچھ بھی اپنا نہیں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہار گاوالہی میں عرض کرتے:

ہزارب کیف اهدى اليك روحى وقد صبح بالبرهان ان الكل لك . ”ہارالہی! میں اپنی روح کا ہدیہ پیش کروں حالانکہ سب کچھ تو تیرا ہے۔“

### مسند وعظ وارشاد

ظاہری وباطنی مہوم کی تکمیل کے بعد آپ نے درس و تدریس اور وعظ وارشاد کی مسند کو زینت بخشی۔ آپ کی مجلس وعظ میں ستر ستر ہزار افراد کا مجمع ہوتا۔ ہفتہ میں تین بار، جمعہ کی صبح اور منگل کی شام کو مدرسہ میں اور اتوار کی صبح درگاہ عالیہ میں وعظ فرماتے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شرکت کرتے۔ بادشاہ، وزراء اور اعیان مملکت نیاز مندائے حاضر ہوتے۔ علماء و نقباء کا جم غفیر ہوتا۔ بیک وقت چار چار سو علماء قلم، دوات لے کر آپ کے ارشادِ عالیہ قلمبند کرتے۔ آپ کے فرمودات ”اردل خیرد بردل دیرد“ کا مصداق تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

مجلس المحصر ہر گوار جماعت یهود و نصاری و امثال ایشان کہ بردست او بیعت اسلام آور دندے و در طوائف عصا در قطع طریق و رباب بدعت و فساد در مذهب و اعتقاد کہ نائب می شدند، خالی نبودے۔

”حضرت شیخ کی کوئی محفل ایسی نہ ہوتی، جس میں یہودی، عیسائی اور دیگر غیر مسلم آپ کے دست مبارک پر اسلام سے مشرف نہ ہوتے ہوں اور جرائم پیشہ بدکردار ڈاکو، بدعتی، بد مذہب اور فاسد عقیدہ رکھنے والے تابع نہ ہوتے ہوں۔“





آپ کے مواظہ حسنہ، قضاء و قدر، توکل، عمل صالح، تقویٰ و طہارت، ورع، جہاد، توبہ، استغفار، اخلاص، خوف ورجا، شکر، تواضع، صدق و راستی، زہد و استغنا، صبر و رضا، مجاہدہ، اجتناب شریعت کی تعلیمات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آئینہ دار ہوتے۔

## حکمرانوں کے سامنے حق گوئی

سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ نے گوئی کی طور پر معروف انداز کی سیاست میں حصہ نہ لیا مگر آپ سیاست کو دین سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مواظہ حسنہ میں زبانی وعظ و تلقین اور پند و نصائح پر اکتفاء نہیں کرتے تھے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا رہانی فریضہ بحسن و خوبی انجام دیتے رہے اور حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق کہتے رہے۔ آپ ۳۸۸ھ سے سن وصال ۵۶۱ھ تک قہر (۷۳) سال اپنی حیات ظاہری میں بغداد کو اپنے فیوضات سے نوازتے رہے۔ اس اثناء میں درج ذیل پانچ خلفاء کا زمانہ آپ نے دیکھا۔

خلیفہ مستظہر باللہ	۳۸۷ھ تا ۵۱۲ھ
خلیفہ مسترشد باللہ	۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ
خلیفہ راشد باللہ	۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ
خلیفہ متعفی باللہ	۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ
خلیفہ مسعود باللہ	۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ

اس دور میں سلجوقی سلاطین اور عباسی خلفاء کی باہمی کشمکش اپنے عروج پر رہی۔ شورش، فتنہ اور باہمی افتراق کے اس زمانے میں حضرت شیخ نے وعظ و تذکیر کے ذریعے محبت و اخوت کا درس دیا۔ لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرتے، حسبِ جاہ و مال دنیا کی تحقیر و تذلیل، نفاق، ریاکاری، بغض و کینہ کی مذمت اور عقیدہ آخرت، دنیا کی بے ثباتی، ایمان پر چنگل اور اخلاق کامل کی اہمیت پر زور دیتے۔ آپ حکام و قوت کی مطلق پرواہ نہ کرتے اور نہ کبھی ان کے دروازے پر جاتے۔ آپ حکمرانوں کے درباروں میں بیٹھنے کو فقراء کے لیے اللہ کی طرف سے بہت جلد ملنے والی سزا اور گرفت قرار دیتے۔

آپ سلاطین و قوت اور حکام کی مصاحبت اختیار کرنے والے سرکاری و رہاری علماء و مشائخ کی بے حد مذمت فرماتے ایک موقع پر آپ اس طبقہ سے یوں مخاطب ہوئے:

”اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تمہیں ان (حکام و سلاطین) سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنو! اے بندگان خدا کے حقوق غصب کرنے والو! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو۔ اے عالمو! اے زاہدو! بادشاہوں اور سرداروں کے لیے کب تک منافق بن کر ان سے دنیا کا مال و متاع اور اس کی شہادت و مذات لیتے رہو گے تم اور اس زمانہ کے اکثر بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہو۔ اے اللہ! منافقوں کی شوکت تو زورے ان کو ذلیل فرما، تو بیک تو فقی دے، ان ظالموں کا قلع قمع فرما اور ان کی اصلاح فرما، یا زمین کو ان سے پاک کر دے۔“

امراء اور حکام وقت کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا رویہ نہایت محتاط تھا۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

”میں تیرہ سال حضرت (ﷺ) کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس طویل عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے ناک اور منہ سے بظلم نکلتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر کبھی بیٹھے نہیں دیکھی۔ **و لا قام لا حد من العظماء ولا المہاب** دی سلطان ولا جلس علی بساطہ ولا اکل من طعامہ، آپ ﷺ نہ تو کبھی کسی دنیا دار کے استقبالیں میں کھڑے ہوئے، نہ کسی حاکم کے دروازے پر گئے، نہ کبھی کسی حاکم کی مسند پر بیٹھے اور نہ ان کے دسترخوان سے کچھ کھایا۔ آپ ﷺ اسے گناہ تصور کرتے۔ اگر کبھی غیفہ یا وزیر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ ان کے آنے سے پہلے اٹھ کر دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تاکہ ان کے لیے اٹھنا نہ پڑے۔ جب وہ آکر بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ باہر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ ان سے سخت درشت لہجہ میں گفتگو فرماتے اور دھمکا دھمکت میں انہما کی مباحثہ سے کام لیتے۔ وہ لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ چومتے اور مؤدب ہو کر عاجزی سے آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے۔ اگر کبھی غلیظ وقت کو غلط لکھنے کی نوبت آتی تو یوں تحریر فرماتے: ”عبد القادر تمہیں فلاں کام کا حکم دیتا ہے اور تیرے لیے یہ حکم بجا نا ضروری ہے۔“

آپ ﷺ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے حکمرانوں کو بلا خوف و خطر تنبیہ فرماتے۔ علامہ محمد بن یحییٰ قمی رقمطراز ہیں:

**کان یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر للخلفاء والوزراء والسلاطین والقضاة والخاصة یصدعہم بذالک علی رؤس الاشہاد و رؤس العساکر و فی المحافل و منکر علی من یولی الظلمة و لا یاخذہ فی اللہ لومة لائم**



”آپ ﷺ خلفاء، وزراء، سلاطین، عدلیہ، خواص و عوام سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے اور بڑی حکمت و جرأت کے ساتھ بھرے مجمع اور کھلی محافل و مجالس میں برسر منبر علی الاعلان ٹوک دیتے۔ جو شخص کسی ظالم کو حاکم بنانا اس پر اعتراض کرتے اور اللہ کے معاملہ میں ملامت کی پرواہ نہ کرتے۔“

ایک مرتبہ خلیفہ مقتضی الامر اللہ نے ابوالوفاء یحییٰ بن سعید ایسے ظالم شخص کو قاضی بنادیا جو ابن الموحم الظالم کے لقب سے مشہور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر خلیفہ کو صحیحہ فرمائی۔

**ولیت علی المسلمین اظلم الظالمین ماجو اہک غدا عند رب العالمین ارحم الراحمین**  
 ”تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حکمران بنادیا ہے جو اظلم الظالمین ہے۔ کل قیامت کو اللہ رب العالمین کو کیا جواب دو گے؟ جو ارحم الراحمین ہے۔“

خلیفہ یہ سن کر لرزہ برآمد ہو گیا، اس پر گریہ طاری ہو گیا اور فوراً اس قاضی کو عہدہ سے معزول کر دیا۔ ایک بار آپ کی خدمت میں لوگوں کا جم غفیر تھا، خلیفہ مستعجب باللہ ابوالمظفر یوسف حاضر خدمت ہوا اور نصیحت چاہی۔ ساتھ ہی سونے کی اشرفیوں کی دس تھیلیاں نذر کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ کے بے حد اصرار پر آپ نے دو تھیلیاں اٹھا کر ان کو نیچر ڈالتا تازہ خون چکنے لگا۔ آپ نے فرمایا ابوالمظفر! تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی لوگوں کا خون جمع کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔ یہ منظر دیکھ کر خلیفہ بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی عزت کی قسم اگر خلیفہ کی رسول اللہ ﷺ سے ایسی قربت کا احرام نہ ہوتا تو میں خون بہنے دیتا یہاں تک کہ خلیفہ کے گھر میں داخل ہو جاتا۔

اسی خلیفہ مستعجب باللہ نے ایک بار آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اطمینان قلبی کے لئے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا سب، اس وقت عراق میں سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا تو اس میں دو تازہ سیب آ گئے آپ نے ایک مستعجب کو دیا اور دوسرا خود کاٹا جو نہایت خوشبودار نکلا۔ جب کہ مستعجب باللہ نے سیب چیرا تو اس میں سے کیڑا نکلا۔ اس نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا اے ابوالمظفر اس کو ظلم کا ہاتھ لگا تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔ مصنف کتاب نے فرمایا:

### علمی مشاغل

آپ کی پوری زندگی اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ”تعلموا العلم وعلموہ الناس“ (علم

پڑھو اور پڑھائی سے عبارت تھی۔ تصوف و ولایت کے مرتبہ عظمیٰ پر قائم ہونے اور خلق خدا کی اصلاح تربیت کی مشغولیت کے باوصف درس و تدریس اور کارائماء سے پہلو تہی نہ کی۔ آپ نے مذہب اہلسنت و جماعت کی نصرت و حمایت میں تقریر کے علاوہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے بھی کام لیا۔ آپ حیرہ مختلف علوم کا درس دیتے اور اس کے لئے ہر قاعدہ قائم ٹھیل مقرر تھا۔

اگلے اور پچھلے پھر تفسیر، حدیث، فقہ، مذاہب اربعہ، اصول اور نحو کے اسباق ہوتے۔ ظہر کے بعد تجوید و قرأت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم ہوتی۔

### مفتی غوث اعظم

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فن فتاویٰ میں بھی بے عدیل روزگار تھے۔ آپ بالعموم شافعی و حنبلی مذاہب کے مطابق فتوے دیتے، علماء عراق آپ کے فتویٰ پر مجب ہوتے اور بڑی تحریف کرتے۔

### عجیب و غریب فتویٰ

ایک دفعہ ایک استثناء آیا۔ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ وہ ایسی عبادت کرے گا جس میں بوقت عبادت روئے زمین کا کوئی دوسرا شخص شریک نہ ہوگا ورنہ اس کی بیوی کو تین طلاقیں، علماء حیرت زدہ رہ گئے کہ ایسی کون سی عبادت ہو سکتی ہے جس میں وہ تنہا عبادت کر رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس میں شریک نہ ہو۔ جب یہ استثناء حضرت شیخ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فوراً یہ جتہ فرمایا اس شخص کے لئے مطاف خالی کر دیا جائے اور وہ اکیلا خانہ کعبہ کے سات چکر مکمل کرے۔ علماء نے اس جواب پر داد تحسین دی۔

### تبصرہ اویسی غفرلہ

بلاشبہ طواف وہ عبادت ہے جو بیت اللہ کے ساتھ موقوف ہے اور جب مطاف خالی کر دیا گیا تو کوئی دوسرا شخص اس وقت شریک عبادت نہیں رہے گا اور یوں اس شخص کی قسم پوری ہو جائے گی۔

### غلط کار کارہ

کسی نے دھوئی کیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضور غوث اعظم رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی تو نے ایسے کہا ہے۔ عرض کی ہاں، آپ نے اس کی زجر و توبیخ کی اور فرمایا آئندہ ایسا دھوئی نہ کرنا۔



## صدق کی دعوت

اپنی کتاب فضیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں (غیۃ الطالبین بعض کے نزدیک حضور غوث اعظم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس کی تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ "ہدیۃ السالکین فی توضیح غیۃ الطالبین" اور رسالہ "کی غوث اعظم و بابی ہیں؟" میں دیکھئے۔ اور کسی غفلت

فضائل میں سب سے بڑی فضیلت صدق میں ہے۔

صدق جملہ امور کا سرتاج ہے اسی سے ہر امر کمال پاتا ہے اسی سے ہر امر کا نظام ہے یہ نبوت کے بعد دوسرا درجہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ  
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۹)

**ترجمہ کنزالایمان:** "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا جنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک و گنہگار کی ایک جماعت میں ہیں۔"

صادق اسم لازم ہے صدق سے شتیق ہے اور صدیق اس کا مبالغہ ہے وہ جس سے بار بار صدق صادر ہو بلکہ اس کی صدق عادت و فطرت بن جائے اور اس پر صدق کا غلبہ ہو۔ صدق ظاہر و باطن حال میں برابر ہو صادق وہ ہے جس کے اقوال سچے ہوں صدیق وہ ہے جس کے جملہ اقوال و احوال صدق پر مبنی ہوں۔ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو وہ صدق پر التزام کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ صدیقین کے ساتھ ہے۔

بعض نے کہا کہ ہلاکتوں کے موقع پر حق کی بات کہنا، بعض نے کہا صدق عمل میں اللہ تعالیٰ سے وفاء کا نام ہے۔ حضرت بہل بن عبد اللہ تسری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو یاد دوسرے کو بچانے کی کوشش میں ہو وہ صدق کی خوشبو نہ سونگھ سکا، بعض نے کہا صدق یہ ہے کہ ہلاکت کی جگہ پر جہاں جھوٹ کے سوا نہ بچ سکے سچ بولنا۔ بعض نے کہا جب تم اللہ تعالیٰ کو صدق سے تلاش کرو گے تو وہ تمہیں ایسا آئینہ عطا کرے گا جس سے تم مجاہد دنیا و آخرت کی ہر شے کو دیکھو گے۔

## مواعظ غوث اعظم علیہ السلام

آپ فرماتے تھے میں تمہیں تقویٰ و قناعت اور ظاہر شرع پر التزام اور سلامۃ صدور و سجاۃ انفس اور بشارت و جہاد اور

ہر شے راہ خدا میں لٹانے اور لوگوں کو اذیت نہ پہنچانے اور ہر چھوٹے بڑے کی خیر خواہی اور ترکِ خصوصیت کی وصیت کرتا ہوں، نیز آپ کے مواعظ میں یہ بھی ہے کہ میں تمہیں اغنیاء کے ساتھ باوقار اور فقراء کے ساتھ عاجز و انکسار کے ساتھ رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے اوپر عجز و اخلاص کو لازم پکڑو۔

### نصائح غوث اعظم

جب تم اپنے دل میں کسی کا بغض یا محبت پاتے ہو تو اسے کتاب و سنت سے پرکھو اگر کسی سے بغض کتاب و سنت کے مطابق ہے تو اس پر خوشی مناد کہ تمہارا بغض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے موافق ہے اگر کوئی کتاب و سنت کے مطابق عمل رکھتا ہے لیکن تم اس سے بغض کرتے ہو تو سمجھ لو کہ تم بندۂ شہوات ہو اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے اس سے بغض کرتے ہو اور تم اس بغض سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہو۔

غوث اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تم اس پر التزام کرو ورنہ ہلاکت تمہاری گردن میں ہوگی اور وہ تیرے سر ہوگی اور تم اس سے بھی نجات نہ پاسکو گے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ حضور غوث اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمہیں مال عطا کرے تو اس سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں وقت بسر کرو ورنہ وہ مال تیرے لئے دنیا و آخرت کا حجاب بن جائے گا بلکہ وہ مال تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گا اور تجھے منعم سے ہٹا کر اپنے میں مشغول کر دے گا اگر تم مال سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں وقت بسر کرو گے تو تجھ پر اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہوں گی اور تیرے مال میں بھی کمی نہیں آئے گی پھر دنیا میں بھی بیش و عشرت سے گزرے گی اور آخرت میں بھی مکرم و مطیب ہو گے اور صدیقین و شہداء و صالحین کے ساتھ جنت المادونہ میں مقیم ہو گے۔

اور فرمایا کہ اگر تم ضعیف الایمان و اللعین ہو اور تونے وعدہ کر رکھا ہے فلہذا اسے پورا کرو اسکے خلاف نہ کرو ورنہ تمہارا ایمان چھن جائے گا اور تیرا یقین تیرے سے زائل ہو جائے گا اگر تو قوی الایمان و اللعین ہے تو دل میں اسے اور زیادہ مضبوط کر اور ثابت قدم رہ پھر منجانب اللہ خطاب نصیب ہوگا۔ ”انک الموم لدیامکین امیں۔“ آج تو تمہارے ہاں یقین و ایمان ہے۔

### حکمت کی باتیں

حضور غوث اعظم رحمہ اللہ کی حکمت کے اقوال اور اعلیٰ گفتار بے مثال ہیں فرمایا، ”عمل صالح صدق و خلوص و تقویٰ سے نصیب ہوتا ہے ایسا انسان ماسوئی اللہ سے صبح و شام دور ہو جاتا ہے۔“





شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بجز و نیاز کے ساتھ منعم کی نعمت کا اعتراف ہو، ملت الہی کا مشہدہ اور حفظ حرمت یوں ہو کہ دل میں سمجھے کہ نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ فقیر صابر، غنی شاکر سے افضل ہے اور فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے جو آخرت کا طالب ہے وہ دنیا میں زہد اختیار کرے اور جو اللہ تعالیٰ کا طالب ہے وہ آخرت سے بھی بے نیاز ہو جائے۔

صدق و صفا پر التزام ضروری ہے ان کے سوا قرب الہی ناممکن ہے جو دنیا و آخرت میں سلامتی چاہتا ہے اسے صبر و رضا پر التزام اور مخلوق سے شکوہ و شکایات کا ترک کرے اس کی صرف دو حالتیں ہیں (۱) عافیت (۲) بلاء۔ جب کوئی جزع و شکوئی اور غصہ و رنج اور اعتراض اور تہمت برحق میں مبتلا ہو جائے تو اسے نہ صبر کرنا چاہیے گا اور نہ رضا اور نہ موافقت الہی بلکہ یہ بے ادبوں میں شمار ہوگا اگر عاقبت کے معاملہ میں مبتلا ہے تو اسے صبر کرنا چاہیے، اجراع شہوات و لذات گھیر لیں گی جب ایک کو پالے گا تو دوسری کی طلب کرے گا اس طرح سے تباہ و برباد ہو جائے گا اسی لئے چاہئے کہ ان کی طلب نہ ہو۔

### فقہ کے بارے میں

حضور غوث اعظم علیہ السلام ہمیشہ فقہ حاصل کرنے کی دعوت دیتے تھے اور اس کے حصول کے لئے شرائط بیان فرماتے تھے اور فرماتے پہلے فقہ حاصل کرو پھر غلوٹ، اور فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت علم کے بغیر کی تو صداقت سے اسے فساد زیادہ نصیب ہوگا اور فرمایا کہ تم شرع ربانی کا چراغ حاصل کرو۔

اور فرمایا جو اپنے علم پر عمل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ایسے علم کا وارث بنائے گا جس کا اسے پہلے علم نہ تھا یعنی علم لدنی نصیب ہوگا۔

اور فرمایا کہ اپنے سے اسباب کو توڑ دو دوستوں اور لوگوں سے دور رہو اپنے دل میں زہد کے اثرات پیدا کرو۔ دل کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔ ماسوئی اللہ سے بالکل الگ تھلگ رہو، ماسوئی اللہ کی طرف کان نہ دھرو اور نہ ہی اس کے اسباب کی تلاش کرو تا کہ کہیں تیرے دل کا چراغ بجھ نہ جائے۔ چالیس دن مسلسل اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ خلوص کرو تیرے دل سے حکمت کے چشمہ زبان پر جاری ہو جائیں گے۔

### اضافہ اویسی غفرلہ

اسی کو عارفِ رومی نے بیان فرمایا ہے

چشم بدو نگوش بدو لب بہ بدینہ گروہ بسی سر حق ما بعد



## تصانیف

مصنف نے فرمایا:

(1) الغنیہ لطالبی الحق، بار بار مطبوع ہو رہی ہے (2) المواهب الرحمنیہ والفتوحات الربانیہ (3) تفسیر القرآن الکریم ومخطوطہ دواجرء رشید کرامہ کے پاس طرابلس شام میں موجود ہے (4) تسبیہ العیسیٰ الی رویۃ النبی (مخطوطہ فاتیکان رومہ) میں موجود ہے (5) جلاء الخاطر، یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مخطوطات ہیں۔ خلیفہ نے کشف الظنون میں ذکر کیا ہے حال ہی میں اردو ترجمہ شائع ہوا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

(6) حزب بشار الخیرات (اسکندریہ مصر میں مطبوع ہوئی) حال ہی میں پاکستان میں بھی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے (اویسی غفرلہ) (7) فتوح غیب، بار بار شائع ہوئی اور اردو میں بھی (اویسی غفرلہ) (8) رسالہ غوثیہ مکتبہ اوقاف بغداد میں موجود ہے (فقیر نے بھی اسے اپنی تصنیف "غوث اعظم لقب کس کا" میں شامل کر کے شائع کیا ہے) (اویسی غفرلہ) (9) حزب عبدالقادر گیلانی، مکتبہ اوقاف بغداد میں ہے۔ (10) الفتح الربانی والعیص الرحمنی، یہ بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مخطوطات ہیں۔ بار بار مطبوع ہوئی اور اردو میں بھی (اویسی غفرلہ) (11) رسالۃ الوصیۃ (12) مناقب الجیلانی

## اضافہ اویسی غفرلہ

بعض علماء نے فرمایا کہ یتیمہ الطالبین کی نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "ہدیۃ السالکین فی توضیح غیۃ الطالبین" میں عرض کر دی ہے۔ یاد رہے کہ مصنف نے نمونہ بیان کیا ہے ورنہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

## طریقت

مصنف کتاب نے فرمایا، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے طریقت کے دس اصول مرتب فرمائے۔ دراصل دعوت ایمان و اتباع کتاب اللہ تعالیٰ و ملت رسول اللہ ﷺ و حفاظت ارکان الاسلام اور فضائل کا تمسک اور رذائل سے اجتناب کا نام طریقت ہے اور یہ اصول آپ نے اپنی کتاب "غیۃ الطالبین" میں بیان فرمائے۔ چنانچہ فرمایا کہ اہل مجاہدہ و اہل عزم کو دس خصال ضروری ہیں جو اہل حق نے اپنے لئے آزمائے ہیں جب کوئی ان کو قائم کرے گا اور ان پر ثابت



قدم رہے گا ان کی برکت سے منازل شریفہ تک پہنچے گا، ان میں سے ایک یہ ہے اللہ تعالیٰ کی قسم نہ کھائے بھی ہو یا جھوٹی عدا ہو یا سبھا جب اس پر مضبوطی سے کاربند ہوگا کہ کبھی ایسی قسم نہ کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر انوار کا دروازہ کھولے گا جس کا فائدہ وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا بلکہ جسم میں بھی اس کا احساس ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے گا اور عزم میں قوت پیدا ہوگی۔ لوگوں میں اس کی تعریف ہوگی مسایگان کی نظروں میں بھی اچھا آدمی سمجھا جائے گا پھر ہر شخص کے حکم کو تسلیم کرے گا اور جو اسے دیکھے گا اس پر اس کا رعب چھا جائے گا۔ (۲) جھوٹ سے اجتناب کرے نہ عدا اور نہ بطور مذاق، اس پر مضبوطی سے عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا اور اس کا علم صاف و شفاف ہو جائے گا اور ایسی طبیعت کا مالک بن جائے گا کہ گویا وہ کذب کو جانتا تک نہیں بلکہ کسی دوسرے سے ایسی بات سنے گا تو وہ اسے معیوب محسوس ہوگا اگر وہ اس کے لئے تکذب سے اجتناب کی دعا مانگے تو ثواب پائے گا۔ مزید فتوح الغیب شریف کا مطالعہ کیجئے۔

### ازواج مکرّمات رحمہم اللہ تعالیٰ

شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "معارف المعارف" میں لکھا کہ حضور غوث اعظم ؑ نے فرمایا کہ میں ایک مدت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا تھا لیکن قطع اوقات کے خوف سے باز رہا، بالآخر تقدیر الہی سے میرے لئے نکاح کرنے کے اسباب بنے تو یکے بعد دیگرے میں نے چار شادیاں کیں۔

### اولاد کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

حضور غوث اعظم ؑ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے ہاں انچاس ۳۹ بچے ہوئے، جن میں سے میں لڑکے تھے، اور باقی لڑکیاں تھیں، آپ کی اولاد دنیہ میں سے مشہور یہ ہیں:

- (۱) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ عبدالنور رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبدالباق رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ نجی رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ موی رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ مصنف کتاب نے صرف ۱۳ صاحبزادگان کے اسامہ گرامی لکھ کر اجمالی تعارف بیان کیا۔ فقیر اولیٰ غفرلہ کچھ تفصیلی حالت عرض کرتا ہے۔



## (1) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

### ولادت

آپ سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں، آپ کی ولادت بمقام بغداد ماہ شعبان ۵۲۳ ہجری میں ہوئی۔

### تحصیل علوم

آپ نے زیادہ تر اپنے والد ماجد کو حدیث سنائی اور انہیں سے حلقہ حاصل کیا، علاوہ ازیں آپ نے ابن الحسین وابن الرعوانی والیو غالب ابن النبار رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شیوخ کو بھی حدیث سنائی، تحصیل علوم کے لئے آپ نے حج کے دورہ دارالہجاء کا بھی سفر کیا۔

### درس و تدریس

القرض تحصیل علوم کے بعد آپ نے بیس سال کی عمر میں ۵۴۳ھ کے اندر اپنے والد ماجد کے سامنے انہی کے مدرسہ میں نہایت سرگرمی اور جدوجہد کے ساتھ درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، پھر اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی، فتوے دیئے۔

آپ وعظ گوئی میں یدِ طولی رکھتے تھے، آپ کا وعظ دلچسپ اور عرفان آمیز ہوا کرتا تھا، شیریں کلام کے لقب سے آپ مشہور تھے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے علم و فضل حاصل کیا، چنانچہ شریف حسینی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن عبدالواسع بن امیر کار غیر علماء آپ ہی کے تلامذہ میں سے ہیں۔

### اخلاق و عادات

آپ نہایت ہامرت، کریم النفس، حلیم الطبع، منکسر المزاج، صاف گو اور صاحبِ جو و دستِ فحش تھے خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ مظلوموں کی امداد و معاونت اور ان کی فریادری پر آپ کو مامور کیا تھا۔



(ذہبی وابن خلیل وطبقات ابن رجب)

## وفات

آپ نے بغداد کے اندر پچیس حوال ۵۹۳ ہجری میں شب کے وقت وفات پائی، اور وہیں مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

## اولاد

آپ کی اولاد میں سے مشہور شیخ عبدالسلام ہیں، آٹھ ذی الحجہ ۵۳۸ھ کو آپ تولد ہوئے، اور تین رجب المرجب ۶۱۱ھ ۱۱۹۸ء کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔  
آپ حنبلی المذہب تھے، آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے جدامحمد حضرت غوث اعظم ۷۶۷ھ سے تعلق حاصل کیا، پھر آپ نے مدت تک درس و تدریس کے کام کو سرانجام دیا، متعدد امور مذہبی کے آپ متولی رہے، چنانچہ کسوة بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے، اس اثناء میں آپ نے حج بھی ادا کیا۔

## (2) حضرت شیخ حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

## ولادت

آپ کے صاحبزادوں میں سے قدوة الخارین عمدة الکاملین حضرت شیخ حافظ عبدالرزاق ہیں، آپ ۱۸ ذی قعدہ ۵۲۸ھ کو تولد ہوئے۔

## آپ کا علم و فضل

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تعلق حاصل کیا، اور حدیث سنی، علاوہ ازیں آپ نے ابوالحسن محمد بن احمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابوالفضل محمد ادا رسوی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالقاسم سعید بن التبار رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن الزعفرانی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالعزیز محمد الباشمی، ابوالحسانی احمد بن علی بن السمین رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالفتح محمد بن البکر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی حدیث سنی۔

آپ حافظ حدیث و فقہ حنبلی المذہب تھے، آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی، آپ درس و تدریس اور بحث و مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔

آپ نے بہت سے لوگوں کو اجازت حدیث دی، چنانچہ شیخ شمس الدین عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ، شیخ کمال



عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل الحسقلانی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث حاصل کی۔

## اخلاق حسنہ

آپ ثقاہت و صداقت، تواضع و انکسار، صحت و عفاف اور صبر و شکر میں مشہور تھے، آپ عموماً عوام الناس سے کنارہ کش رہتے اور ضروریات دینی کے سوا تھوڑی دیر کے لئے کبھی باہر نہ نکلتے، باوجود عسرت کے بھی آپ مجسمہ مساوات تھے، طلباء سے نہایت اُلس رکھتے تھے۔

## وفات

آپ نے ۶ شوال ۶۰۳ھ کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات پائی، اور وہیں باب حرب میں آپ مدفون ہوئے۔ ابن کبار نے بیان کیا ہے، کہ آپ کے جنازہ کی نماز پر اس قدر خلقت جمع ہو گئی تھی کہ مجبوراً بیرون شہر میں آپ کا جنازہ لے جا کر نماز پڑھی گئی، لیکن پھر بھی ہزار ہا مشتاقان محروم رہ گئے، اس لئے کہ کثرتِ ہجوم کی وجہ سے آپ کے جنازہ کو جامع زمامہ، باب تربۃ الخلفاء، باب المحرم، مقبرہ امام احمد بن حنبل وغیرہ مختلف مقامات میں لے جا کر کئی بار نماز پڑھی گئی۔

آپ کے جنازہ میں اس قدر لوگ شریک تھے کہ کبھی جمعہ و عیدین میں بھی نہیں ہوئے تھے۔

## حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

### (۱) شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ۵۵۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ۹ جمادی الآخر ۶۱۱ھ کو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اور اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے، آپ نے بہت سے شیوخ سے حدیث سنی، آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔

### (۲) شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ عبدالرحیم ہیں، آپ نے حدیث شہرہ جنت الابرار اور خدیجہ بنت احمد الشہر وانی رحمۃ اللہ علیہا وغیرہ سے سنی، آپ کا تولد ۱۴ ذی قعدہ ۵۳۰ھ کو ہوا، اور بغداد ہی میں ۶۰۶ھ کو آپ نے وفات پائی،





اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

### (۳) شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ نے بہت سے لوگوں سے عقد حاصل کیا، اور حدیث سنی اور بیان کی، آپ زہد و تقویٰ اور فقر و قسوف سے آراستہ تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے، گوشہ نشینی آپ کا شیوہ تھا۔

بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی تاریخ تولد یا سن وفات کے متعلق کچھ پتہ نہیں۔

### (۴) شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ نے اپنے والد ماجد، اپنے عم بزرگ اور دیگر بہت سے شیوخ سے حدیث سنی، ماہ صفر ۶۰۶ھ کو بغداد ہی میں آپ کا تاریخوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔

### (۵) شیخ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ

مجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کی ولادت ۱۳ ربیع الاول ۵۳۳ھ کو ہوئی، آپ نے اپنے والد و عم بزرگوار سے بالخصوص اور فضلائے وقت سے بالعموم حدیث سنی، آپ حنبلی المذہب تھے، درس و تدریس اور بحث و مباحثہ کا بھی مشغلہ کیا کرتے تھے۔

آٹھ ذیقعدہ ۶۲۲ھ کو آپ خلیفۃ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، اور خلیفہ موصوف کی حیات تک آپ منصب قضا پر مامور رہے، آپ حنبلیہ میں سے پہلے شخص ہیں جو قاضی القضاۃ کے لقب سے نوازا گئے خلیفہ المستعمر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت سے چار ماہ کے بعد آپ کو منصب خلافت سے معزول کر دیا تھا، ہرچند اس کے کہ آپ منصب قضا پر مامور تھے، لیکن آپ کے اخلاق و عادات، آپ کے علم و فنون اور آپ کی تواضع و انکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا تھا۔

آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عارف، فقیہ، مناظر، مجتہد، عابد، زہید، مقرر، محرم، واعظ، شیریں کلام، خوش طبع اور متین تھے فروعات و تدبیہ میں آپ کی معلومات نہایت وسیع تھی۔

جب آپ کو خلیفہ المستعمر باللہ نے منصب قضا سے معزول کیا تو آپ نے اس بارگراں کے سر سے اتر جانے پر



حسب ذیل اشعار میں شکر یا ادا کیا ۔

حمدت اللہ عزوجل لما  
قضى لي بالخلاص من القضاء  
وللمستنصر المنصور اشكر  
و اد عوافوق معناد الدعاء

### ترجمہ

(۱) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے قضاء سے نجات پانا میرے لئے مقرر کیا تھا۔ (۲) میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی مشکور ہوں اور اُس کے لئے معمول سے زیادہ دعائے خیر کرتا ہوں۔

معزول ہونے کے بعد آپ مدرسہ حنبلیہ میں درس و تدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے۔ فقہ میں آپ نے کتاب ارشاد المبتدین تصنیف کی، جماعت کثیرہ نے آپ سے عقد حاصل کیا، انہی امور کا بیان کرتے ہوئے مصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا، جس کا ایک شعر ذیل میں درج ہے ۔

وفي عصرنا قدس من العقلة قدوة

ابو عبد الله محمد بن عبد الله

یعنی اس وقت فقہ میں حضرت شیخ ابوصالح نصر امام وقت ہیں، وہ ہر ایک امیدوار کے لئے معین و مددگار ہیں۔

معزول کے کچھ عرصہ بعد خلیفہ مستنصر نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو دربروم کے نام سے مشہور تھا، متولی کر دیا تھا، گو آپ کو اُس نے منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا، تاہم اُس کی نظروں میں آپ کی ایسی ہی عزت و وقعت تھی۔

۶ شوال ۶۶۳ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو دونوں کے دونوں اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، اکسار اور وجد و جذبہ میں ایک دوسرے پر سبقت لئے ہوئے تھے، درس و تدریس اور افتاء کا مشغلہ رکھتے تھے۔

آپ کی ایک صاحبزادی تھیں، جن کا نام نہ نب تھا، خوش سیرت کریم النفس و جیدہ متواضع اور نہایت متین تھیں۔



### (3) حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

#### ولادت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں  
۲۷ یا ۲۸ شوال ۵۳۲ھ میں آپ کا تولد ہوا۔

#### علم و فضل

آپ نے اپنے والد ماجد اور ابن منصور عبدالرحمن بن محمد القزازی وغیرہ سے حدیث سنی، اور تفسیر حاصل کیا، تحصیل  
علوم کے بعد آپ نے وعظ بھی کیا، درس و تدریس کا کام بھی انجام دیا، بہت سے علماء و فضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔  
آپ نہایت عی متقی، حدیث، صالح، متشرع، پرہیزگار اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، انکسار و انکسار اور غربت  
و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے۔ ۵۸۰ھ میں آپ بغداد کو خیر باد کہہ کر جبال چلے گئے، اور وہیں آپ نے سکونت اختیار  
کی۔

#### وفات

۱۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ کو جبال میں آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے، آپ نے عسقلان کی جنگ میں  
حصہ لیا اور قدس کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ بغداد میں نقیاء آپ کی اولاد سے ہیں۔

#### آپ کی اولاد

آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ محمد ہیں آپ کا انتقال بھی جبال میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے آپ جید عالم  
مستقیم الاحوال، قائم المیل صائم الثہار تھے، آپ سے لوگوں کو ہاٹنی علوم کے بہت کچھ فوائد پہنچے، آپ کے ایک صاحبزادہ  
تھے جس کا نام شیخ صالح شریف تھا۔

حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام شیخہ الساز ہرہ تھا۔

### (4) حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔





## تحصیل علوم اور درس و تدریس

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور ابوالحسن بن خرمادہ سے حدیث سنی، اور فقہ حاکم، کیا، پھر آپ نے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، حدیث بیان کی، فتوے دیئے، حفظ کیا، اور تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتب تصنیف کیں۔

پھر آپ مصر چلے گئے اور وہاں جا کر بھی آپ نے بکمال فصاحت و بلاغت و حفظ گوئی کی، اور حدیث بھی بیان کی۔ اہالیان مصر میں سے ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ، ربیعہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مسقر بن عمر المصری رحمۃ اللہ علیہ، حامد بن احمد بن رباح رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن محمد الفقیہ المحدث رحمۃ اللہ علیہ، عبدالحق بن صالح القرشی اماموی المصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی۔

## مذاق شعر و سخن

آپ کو شعر و سخن کا بھی مذاق تھا، چنانچہ مندرجہ ذیل اشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں:

تحمل سلامی نحوارض احبتي  
قل لهم ان ابغريهم مشوق

## ترجمہ

تم میرے احباب کی طرف جاؤ، تو ان سے میرا سلام عرض کر کے یہ کہہ دینا کہ وہ غریب الوطن تمہارے اشتیاق محبت سے بھرا ہوا ہے۔

فان سئلواكم كيف حالى بعدهم  
فقولوا بنيران الفراق حريق

## ترجمہ

پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں تو کہہ دینا، کہ وہ بس تمہاری آغوش فراق سے سوزاں ہے۔

وليس له الف يصير بقربهم  
وليس له نحو الرجوع طريق

**ترجمہ**

اُس کا کوئی بھی ایسا رشتہ نہیں ہے، جو اُس کے احباب کے پاس پہنچا دے، غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے۔

غریب یقاسمی الہم فی کل بلدۃ  
ومن لغریب فی البلاد صدیق

**ترجمہ**

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے، مصائب جھیلتا ہے، اور ظاہر ہے، کہ بلادِ احمیہ میں مسافر کا کون محفوظ بناتا ہے

**وفات**

تاریخ وفات کے متعلق ابنِ مبارک اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں، کہ میں نے آپ کے مزار مبارک پر لکھ دیکھا، کہ بارہویں رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ کو آپ نے وفات پائی۔

**آپ کی ذریت**

بلادِ حلب خصوصاً قریہ یا عومس کی قبیلے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت سے ثابت کرتے ہیں، اور عام و خاص بھی اُن کی عزت و وقعت کرتے ہیں، مگر اُن کی نسبت تحقیق معلوم نہیں کہ آیا فی الحقیقت وہ حضرت شیخ عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، یا کسی اور کی ذریت سے۔

**(5) حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ**

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

**تحصیل علم**

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے کلمہ حاصل کیا، اور شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ اور قزازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حدیث سنی، آپ خوشنویس تھے، آپ صوفی مجلس اور صاحبِ ریاضت و مجاہدہ تھے، تشریع و اجتہاد، تکمیل و انقطاع، فقر و قناعت اور اکابر مسکنات میں یکایک وقت تھے۔

**وفات**

آپ کی وفات عین عالم شباب میں مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۴۵۷ھ کو ہوئی اور بغداد کے اندر ہی محلہ علیہ میں اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

**(6) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ****ولادت**

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ کی ولادت ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔

**علم و فضل**

آپ نے اپنے والد ماجد اور شیخ محمد عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا اور حدیث سنی، آپ حسن سیرت و مکارم اخلاق میں یگانہ و اکسار و ایمان و تقویٰ میں منفرد وقت تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ سے استفادہ ہوا، آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، آپ اپنے صغیرین سے ہی مصر چلے گئے تھے، اور وہیں پر آپ کے فرزند تولد ہوا، جس کا آپ نے عبدالقادر نام رکھا تھا، پھر آپ اپنی کبریٰ میں مع فرزند بغداد واپس آئے، اور تادم حیات یہیں پر مقیم رہے۔

**بشارت ولادت**

شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے والد بزرگوار سخت طویل ہوئے، حتیٰ کہ نصیب اعداد پہنچنے تک کی کوئی امید باقی نہ رہی اس لئے ہم سب آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے، کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر رافقہ ہوا، آپ نے فرمایا، کہ میں ابھی مروں گا نہیں، تم گریہ و زاری نہ کرو، میری پشت میں ابھی بچی باقی ہے اس کا تولد ہونا ضروری ہے۔

**وفات**

آپ نے ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی، اور اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں اپنے برادر مکرم شیخ عبدالوہاب کے ہم پہلو مدفون ہوئے۔





## (7) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

### ولادت

آپ کی ولادت ربیع الاول ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔

### علم دین

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور شیخ سعید بن النبار رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، آپ دمشق میں چلے گئے تھے، اور وہیں آپ نے توطن بھی اختیار کیا، آپ وہاں افتادہ و قاضی طالبین میں مشغول رہے، آپ کثیر السکوت اور طویل المراقبہ تھے، انکسروا افتخار سے متصف تھے، مذہب آپ کا حنبلی تھا۔

### وفات

اخیر عمر میں آپ امراض کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے، شروع جمادی الآخر ۱۳۱۸ھ محلہ عقیقہ دمشق میں آپ نے وفات پائی، مدرسہ مجاہد یہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جیل قاسیون میں آپ مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر میں وفات پائی۔

## (8) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے صرف اپنے والد بزرگوار ہی سے فقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، آپ صاحب ذوق و مواجد اور صاحب سرور و دلورہ تھے، رات کا وقت اکثر طور پر توبہ و استغفار اور گریہ و زاری میں گزارا کرتے تھے، غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے، بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے ۵۰۰ بقا حاصل ہوئی، آپ واسطہ چلے گئے اور ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

## (9) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے والد ماجد سے فقہ حاصل کیا اور سعید بن النبار اور ابوالوقت وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔ ۲۵ ذیقعد ۱۲۶۰ھ کو بغداد میں انتقال ہوا اور وہیں مقبرہ میں مدفون ہیں۔

## (10) شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

## (11) شیخ صالح رحمۃ اللہ علیہ



## (12) شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

ان دونوں کا ذکر توح الغیب میں ہے لیکن تاریخ ولادت و وفات معلوم نہیں۔

## (13) حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد ماجد اور سعید بن التبا و رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنی، آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔

آپ کی ولادت ۵۰۸ھ کو ہوئی، اور ۵۸۹ھ ۱۱۹۲ء کو بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا۔

## امام محی الدین شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی حضور غوث اعظم رحمہ اللہ کے نیاز مندوں سے تھے لیکن اولاد سے محروم تھے ہارگاہ و غومیت آپ میں عرض کردی تو آپ نے فرمایا کہ اپنا کاندھامیرے کاندھے سے ملائے۔ فرمایا کہ میرا ایک بیٹا میری پشت میں تھا وہ آپ کو دے دیا۔ اس معنی پر حضرت شیخ اکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی اولاد سے ہیں۔ آپ بڑے ولی کامل اور امام الکاشفین مشہور ہیں دمشق میں حزار ہے۔ فقیر بارہا آپ کے حزار کی زیارت سے شرف ہوا ہے۔

## وصال

حضور غوث اعظم رحمہ اللہ کی زندگی مبارک عبادت و طاعت النبی میں بسر ہوئی۔ بغداد شریف میں ۸ رجب الآخر ۵۶۱ھ ۱۱۶۵ء شب ہفتہ میں وصال ہوا اور رات کو ہی مدفون ہوئے۔ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ رات کو مدفون ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اژدہا م کثیر تھا۔ یہاں تک کہ بغداد کی گلیاں، کوچے، بازار اور گھروں میں آدمی ہی آدمی تھے۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی مجبوراً رات کو ہی دفن کرنا پڑا۔ ابن الخمار نے فرمایا کہ آپ کی قمیض و پتھن سے رات کو فراغت ہوئی اور آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی اولاد، علامہ، مریدین، خلفاء اور پیشاں مخلوق نے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کے مدرسہ میں ہی آپ کو دفنایا گیا اور رات کو ہی دروازہ بند کر دیا گیا۔ دن چڑھے دروازہ کھولا تو پیشاں خلق خدا ٹوٹ پڑی اور سارا دن عوام حزار کی زیارت سے شرف ہوتے رہے۔

آپ کی وفات شریف مسجد باللہ ابو المنظر یوسف بن المقتدی اور اللہ بن المستطیر باللہ العباسی کے دور حکومت

میں ہوئی۔



## تبصرہ اویسی غفرلہ

مصنف نے ۸ ربیع الآخر وفات لکھی ہے حالانکہ دوسری اکثر کتب میں ۱۱ ربیع الآخر مشہور ہے۔

۱۱۵۵ھ کو آپ بیمار ہو گئے۔ علالت کے دوران آپ کے صاحبزادہ والا شان حضرت سیدی شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا حضور والا! مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمائیے جس پر آپ کے انتقال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”علیک بتقوی اللہ وطاعته ولا تخف احدا التوحید التوحید واجمع الکمل علی التوحید“

اے پر خوردار! اللہ کے تقویٰ کو اپنے پر لازم کرو۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو، توحید کو لازم پکڑو، کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، نیز فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔

بعد ازیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہر اتمہارے ساتھ مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ کریم کے ساتھ ہوں۔ نیز فرمایا بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی شریف مائے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے جگہ فراخ کر دو۔ اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔ اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے۔ ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو۔ بار بار آپ یہ الفاظ فرماتے تھے۔

شیخ ابوالقاسم دلف بن احمد بن محمد بغدادی حریمی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں بیمار ہو گئے۔ جب دو شنبہ کو اتیس تاریخ ہوئی۔ اور ہم بھی آپ کے پاس تھے اور اس دن شیخ علی بن ابی نصر اہلبتی، شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی، شیخ ابوالحسن جوہری اور قاضی ابوالفضل محمد بن محمد بن عبدالبراء بھی حاضر خدمت تھے۔ ایک شخص صاحب وقار آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔

”اے اللہ کے ولی **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ**، میں ماہ رمضان ہوں۔ آپ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں، جو آپ پر مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہوتا ہوں آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔“

اس کی تصدیق آپ کے قصیدہ غوثیہ شریف کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

ماہیا شہور ولا دھور ☆ لائمر ولا تنقعی الاتالی

کوئی مہینہ اور زمانہ نہیں گذرتا کہ وہ میرے پاس نہ آئے۔



## تاریخ وفات

حضرت کی تاریخ وفات تو مختلف شعراء نے قلم بند کی ہے مگر خوف طوالت سے ایک دو پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، ایک فارسی شاعر یوں لکھتا ہے۔

سلطان عصر شاہ زمان قطب اولیاء کما مد وفت رور قیامت علامتے

تاریخ سال وقت وفائش چو خواستم کفایت سر و غیب وفائش قیامتے

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے، ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت، تاریخ وفات اور مقدار عمر کمال فصاحت سے قلم بند کر دی ہے وہ یہ:

اں ماں اللہ سلطان الرحال کما حل، می عشق و مت می کمال

## ترجمہ

بیگ اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے، وہ عشق میں آیا، اور اُس نے کمال میں وفات پائی۔

اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سو ستر ہیں، جو آپ کی تاریخ ولادت ہے، اور کلمہ کمال کے اعداد اکانوے ہیں، جو عمر شریف کی مقدار ہے، اور کلمہ عشق کو کلمہ کمال کے ساتھ ملانے سے پانچ سو اسی اعداد نکلتے ہیں، جو آپ کی تاریخ وفات ہے۔

## شیخ رفاعی رحمہ اللہ کی مدح سرائی

شیخ محمد بن یحیی القادر نے اپنی کتاب ”قدند الجواب“ میں لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ البھامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی زندگی میں ام عبیدہ (نام مقام) گیا اور حضرت غوث زماں شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چند روز مقیم رہا۔ ایک دن مجھے شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کیجئے۔ میں نے چند مناقب عرض کئے۔ ہماری گفتگو کے دوران ایک شخص آیا اور کہا کہ اس شخص یعنی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا باقی کسی کے مناقب ہمارے سامنے بیان نہ کر۔ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کی طرف غضبناک ہو کر فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے وہ تو دائیں جانب بحر شریعت اور بائیں جانب بحر حقیقت ہیں وہ جس طرف سے چاہیں چلو بھر لیں۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت سیدنا رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا کہ آپ ہمیشہ اپنے بھائی کی اوماد یعنی

ابراہیم اعزب کی اولاد اور دیگر برادران اور ان کی اولاد اور اپنے مریدوں کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وصیت کرتے رہتے تھے۔ ایک دن ایک شخص آپ سے بغداد کے سفر کے لئے آپ سے رخصت ہو رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا جب تم بغداد میں جاؤ تو سب سے پہلے اگر حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ ہوں تو ان کی اگر فوت ہو چکے ہوں تو ان کی قبر انور کی زیارت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے آپ کا وعدہ ہے کہ جو شخص بغداد جائے اور آپ کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب ہو جائے گا، اگر چہ مرنے کے کچھ ہی پہلے سلب ہو جائے، اس کے بعد غوث اعظم رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا کہ بے نصیب ہے وہ جس نے آپ کی زیارت نہ کی۔

### شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کا خیال

شیخ محمد بن الخضر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں تھا کہ دفعتاً شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کا دل میں خیال آیا تو آپ نے فرمایا ”یا خضر ہاتری الشیخ احمد“ اے خضر! وہ شیخ احمد کی زیارت کر لو۔ میں نے آپ کی آستین کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ڈی وقار بزرگ نظر آئے۔ میں نے اٹھ کر ان کو سلام عرض کیا اور ان سے مصافحہ کیا۔ تو شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا:

”یا خضر من یری الشیخ عبدالقادر سید اولیاء اللہ تعالیٰ یتمنی رویۃ مثلی وھل انا الا من رعیتہ“

اے خضر! جو شخص شہنشاہ اولیاء اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی زیارت سے مشرف ہو اس کو میری زیارت کرنے کی کیا آرزو۔ اور میں بھی حضرت کی ہی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضرت غوث اتقلین رحمہ اللہ کے بعد جب شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو بالکل وہی شکل و صورت تھی جس کو میں نے بغداد شریف آپ کی آستین میں دیکھا تھا۔ حاضر ہونے پر شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ نے مجھے ارشاد فرمایا:

”الم تکفک الاولی“ کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی (قلائد الجواہر صفحہ ۶۶)

مومننا ینظر بتور اللہ شدی

از خطا و سہوا یمن آمدی

ترجمہ

اے مومن! نور الہی سے دیکھنے والی آنکھ پیدا کر پھر ہر خطا و سہو سے بے غم ہو جا۔



حزید امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا رسالہ ”طرد الاقائی“ کا مطالعہ فرمائیے۔

## دیگر اولیاء کرام کی مدح سرانی

(۱) ابوالریح سیستانی مآقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر سردار زمانہ ہیں مقام غنا کے مرد کامل ہیں اور اس شعبہ کا آپ کو بہت بڑا علم حاصل ہے اور بڑے بلند قدر معافی کے حامل ہیں۔ (۲) ابوطاہر محمد بن الحسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ قرشی سے کہا کہ شیخ عبدالقادر سردار زمانہ ہیں انہوں نے فرمایا ہاں بلکہ آپ جملہ اولیاء سے اعلیٰ و اکمل ہیں اور علماء میں آپ ورع و زاہد ہیں اور عارفین کے توفیق و اوران سے علم و اتم ہیں اور مشائخ میں امکان و قویٰ ہیں۔ (۳) شیخ ابوالحسن جوہری نے فرمایا کہ میرے کان بہرے ہوں اور میری آنکھیں اندھی ہوں اگر میں نے سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا کوئی اور دیکھا ہو۔ مصنف نے اسی پر رسالہ ختم کیا، فقیر چند اضافے کرتا ہے تاکہ حضور غوث اعظم علیہ السلام کے حضور نذرانہ پیش ہو اور نظر کرم ہوگی تو فقیر کا بیڑا پار ہے۔

ہمارے دور میں بعض بد بخت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام کی شان گھٹانے کی فکر میں ہیں اور خود کو کہلاتے بھی ہیں، نیاز مند اولیاء۔ لیکن وہ اپنی بربادی ہی کر رہے ہیں ورنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے بھی یہ شعر خوب ہے

مٹ گئے مجھے ہیں سب جاہل کے اعداء تیرے

نہ ملا ہے نہ ملے گا کبھی چہ چا تیرا

## اضافہ اویسی غفرلہ

کلام الاولیاء فی مناقب غوث الوری (رضی اللہ عنہم)

غوث اعظم در میان اولیاء تجوں محمد در میان الیاء

گویم کمال توجہ غوث الثقلین بہ محبوب خدا ابن حسن آل حسینا

## عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ

ابن بارگاہ حضرت غوث الثقلین است بہ نقد کمر حیدر و نسل حسین است

مادرش حسینی نسب است و پدر او بہ اولاد حسن یعنی کریم الابرین است





## حضور سلطان المند خواجه معین الدین اجمیری چشتی

یا غوث معظم تو رحمتی محتار نمی محتار خدا

سلطان دو عالم قطب العلی حیران در جلالت ارض و سما

## حضرت علی احمد صابر کلیری رحمة الله عليه

من آدم به پیش تو سلطان عاشقان ہلا ذات تو هست قبلہ ایمان عاشقان

## حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمة الله عليه

بیکس از کس اگر جوئی تو در دنیا و دین ہلا هست ہی الدین سید تاج سرداران یقین

## حضرت سلطان باہو

شبیخ است در روز و آں شاہ و جیلانی

تعالی اللہ چہ قدرت خداش کردارانی

## شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمة الله عليه

غوث اعظم دلیل رام یقین ہلا کن یقین رہبر اکابر دین

## شاہ ابوالمعالی رحمة الله عليه

گر کے واللہ بعالم ازے عراقی است ہلا از طفیل شہ عبدالقادر گیلانی است

## خواجه قطب الدین بختیار کاکی رحمة الله عليه

قبل اہل سفا غوث الثقلین ہلا و بکیر ہر جا حضرت غوث الثقلین

## صاحب بہجۃ الاسرار رحمة الله عليه نے فرمایا

عبدلہ فوق المعالی رتبة

ولہ المماجد والمخار الافخر

ولہ الحقائق والطرائق فی الہدی

ولہ المعارف کالکواکب تزہر

## ترجمہ

آپ اُن بندوں میں سے تھے، جن کا مرتبہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے، محاسن اخلاق اور فضائل عالیہ آپ کو حاصل تھے، حقیقت و طریقت کے آپ راہنما تھے اور آپ کے حقائق و معارف ستاروں کی طرح روشن ہے۔ ان کے علاوہ اولیائے عرب و عجم معاصرین اور حقدارین و متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں بہت کچھ فرمایا۔ فقیر کا مجموعہ ”کلام الاکابر فی مناقب الشیخ عبدالقادر“ پڑھئے۔

## آخری گذارش

جی تو چاہتا ہے کہ بہت کچھ لکھوں لیکن چونکہ یہ رسالہ ایک عربی اقطاب اربوہ کے ایک جزو کا ترجمہ ہے اسی لئے اس کی ترجمانی کی حد تک اتنا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ناشر کو اللہ تعالیٰ داریں کی فلاح و بہبودی نصیب فرمائے اور ناظرین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقعہ بخشے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲ جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ ، ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ

☆☆☆☆☆☆